جلد (۱)	۲۸ / ماہ تبوک ۱۳۳۱ ہش - ۸ / محرم الحرام ۱۳۷۲ ھ مطابق ۲۸ / ستمبر ۱۹۵۲ء	نمبر ۲۸

سنو! کہ آسمان کیا کہہ رہا ہے!

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

"اے قوم کے بزرگو! اور دانشمندو! ذرہ ٹھنڈے ہو کر واقعات پر غور کرو۔ کیا یہ واقعات کاذبوں سے ملتے ہیں یا سچوں سے کبھی کسی نے سُنا کہ کاذب کے لئے آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ کبھی کسی نے دیکھا کہ کاذب اپنے اعجوبوں میں صادقوں پر غالب آسکا۔ کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس ۲۵ برس تک حیات دیگئی جیسا کہ اس بندہ کو۔ کاذب یوں ملا جاتا ہے جیسے کھٹمل اور ایسا نابود کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک بلبلہ اگر کاذبوں اور مفتریوں کو اتنی مدتوں تک مہلت دیجاتی اور صادقوں کے نشان انکی تائید کیلئے ظاہر کئے جاتے تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اور کارخانہ الوہیت بگڑ جاتا۔ پس جب تم دیکھو کہ ایک مدعی پر بہت شور اُٹھا۔ اور اُسکی مخالفت کی طرف دنیا جھک گئی اور بہت آندھیاں چلیں اور طوفان آئے پر اُس پر کوئی زوال نہ آیا تو فی الفور سنبھل جاؤ اور تقویٰ سے کام لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو۔

صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہ ہوگا اور راستباز تمہارے منصوبوں سے تباہ نہیں کیا جائے گا تم بدقسمتی سے بات کو دور تک مت پہنچاؤ کہ جس قدر تم سختی کرو گے وہ تمہاری طرف ہی عود کرے گی۔ اور جس قدر اُس کی رسوائی چاہو گے وہ اُلٹ کر تم پر ہی پڑے گی۔ اے بدقسمتو! کیا تمہیں خدا پر بھی ایمان ہے یا نہیں۔ خدا تمہاری مرادوں کو اپنی مرادوں پر کیونکر مقدم رکھ لے۔ اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اُس نے ارادہ کیا ہے کیونکر تمہارے لئے تباہ کر ڈالے۔ تم میں سے کون ہے جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کر دے اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے۔ اور اپنے بچوں کا گلا گھونٹ دے۔ سو اے نادانو! اور خدا کی حکمتوں سے محرومو! یہ کیونکر ہو کہ تمہاری احمقانہ دعائیں منظور ہو کر خدا اپنے باغ اور اپنے گھر اور اپنے پروردہ کو نیست و نابود کر ڈالے۔ ہوش کرو اور کان رکھ کر سُنو! کہ آسمان کیا کہہ رہا ہے۔ اور زمین کے وقتوں اور موسموں کو پہچانو تا تمہارا بھلا ہو۔ اور تا تم خشک درخت کی طرح کاٹے نہ جاؤ۔ اور تمہاری زندگی کے دن بہت ہوں"۔

(سراج منیر صـ)

مسائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اخبار قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۲۵ بارکس مورخہ ۲۵ ستمبر۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

"سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی درد نقرس اور بازو کی تکلیف دور ہو گئی ہے۔ لیکن بخار ابھی تک ہے"

احباب اپنے مقدس آقا کی کامل و عاجل صحت کے لئے متواتر اور پر خلوص دعائیں جاری رکھیں۔

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مورخہ ۱۷ ستمبر دہلی سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور سلسلہ کی طرف سے مفوضہ امور کی انجام دہی میں مصروف ہیں

۲۔ مورخہ ۲۰ ستمبر کرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال جماعتہائے ہندوستان کے دورہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں اس دورہ میں آپ کے ہمراہ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ بھی ہوں گے۔ آپ کی غیر حاضری میں مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے محاسب صدر انجمن احمدیہ بطور قائم مقام ناظر بیت المال کام کریں گے۔

۳۔ مولوی برکت علی صاحب نائب افسر لنگر خانہ چند روز سے پیٹ اور انتڑیوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ بیماری کی شدت ہے۔ احباب خاص طور پر دعا فرمائیں۔

تبلیغ کی اہمیت اور احباب جماعت کا فرض

ہندوستان میں تبلیغ کا کام مرکز قادیان کے سپرد ہے اور بھارت میں بسنے والے کروڑوں افراد تک پیغام آسمانی پہنچانا ہمارا فرض ہے صیغہ دعوت و تبلیغ کے ماتحت اس وقت صرف چالیس باقاعدہ مبلغ ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مبلغین کی یہ چھوٹی سی جماعت سال بھر میں کتنے افراد تک پیغام حق پہنچا سکتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تو ہر مسلمان بجائے خود مبلغ قرار دیا گیا ہے اس لئے فرمایا ہے کہ کنتم خیر امۃ اُخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ کہ تم سب ہی بہترین امت ہو جو تمام لوگوں کی رہنمائی اور بہتری کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ پس تم میں سے ہر ایک کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ بیشک جماعت کے مبلغین پر تبلیغ کی زیادہ تر ذمہ داری ہے۔ لیکن جب تک مقامی جماعتیں ان کے ساتھ تعاون نہ کریں اور اُن کے کاموں میں آسانی پیدا نہ کریں اُس وقت تک خاطر خواہ کامیابی ناممکن ہے تبلیغ کا کام جس قدر اہم اور ضروری ہے اُسی قدر احباب جماعت کی توجہ اس طرف کم ہے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی ہر مخلص احمدی ایک نیا عزم لیکر کھڑا ہو اور جس صداقت کو اُس نے خود قبول کیا ہے۔ از راہِ ہمدردی اپنے بنی نوع تک پہنچانے کی پوری کوشش کرے
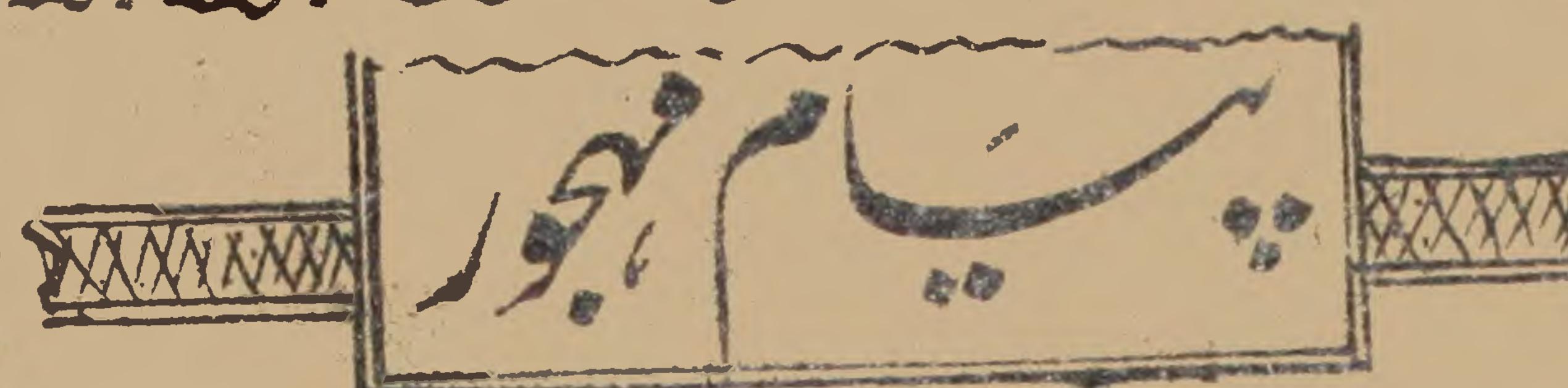
تمام سیکرٹریان تبلیغ کا فرض ہے کہ وہ اپنے یہاں کے تمام احباب جماعت کو ہم

پیامِ مہجور

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

خبر ہے کچھ تجھے ہمدم کہ ان جانوں پہ کیسا گذرا
مرا مطلب ہے ہم بے جان دیوانوں پہ کیا گذرا

زبانِ بے زبانی سے بیاں یہ ہو نہیں سکتا
نکل کر میکدے سے آہ مستانوں پہ کیا گذرا

ہے آشامی کجا اوندھے پڑے ہیں ایک مدت سے
نہ پوچھ اس بات کو ہمدم کہ پیمانوں پہ کیا گذرا

بچشمِ غور و عبرت دیکھتا جا۔ پوچھتا کیا ہے
یہ ویرانے بتاتے ہیں گلستانوں پہ کیا گذرا

اگر ساقی سلامت ہے ملے گا جو بھی قسمت ہے
یہ پوچھیں کیا ضرورت ہے کہ میخانوں پہ کیا گذرا

جو ہے سرسبز کھیتی لہلہاتی پھل بھی دیتی ہے!
تو اس کی فکر کیا ہو بیج کے دانوں پہ کیا گذرا

خموشی میں ہزاروں داستانیں رہ گئیں پنہاں
کسی کو کیا بتاؤں ہم سخندانوں پہ کیا گذرا

بکھیری پتی پتی، لالہ و گل کو مسل ڈالا!
بتایا اس طرح اکمل کو انسانوں پہ کیا گذرا!

اعلان معافی

چوہدری مبارک علی صاحب جن کا وقف سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت بعض غلطیوں کی وجہ سے توڑ دیا گیا تھا۔ اب انکے معافی مانگنے پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ نوازش ان کا وقف بحال فرما دیا ہے۔ اور وہ تبلیغ کے کام پر علاقہ بمبئی میں لگا دیئے گئے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ میرے بھائی مکرم عبد الکریم صاحب بعارضہ ٹیفائیڈ سوا ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ صحت بہت گر چکی ہے۔ اسی طرح خاکسار کی اپنی صحت بھی خراب ہے۔ علاج جاری ہے۔ از راہِ کرم ہم دونوں بھائیوں کی صحت کاملہ اور مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار خواجہ عبد الستار دردیش قادیان)

۲۔ خاکسار مع اہلیہ و دو بچوں کے بعارضہ بخار سخت علیل ہیں۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے ہم تمام کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (سید غلام احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سونگڑہ)

۳۔ میرے ایک دوست ظہور الحق صاحب عباسی کی اہلیہ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اور چند روز سے علالت زیادہ ہے۔ ان کی کامل صحت کے لئے تمام احباب دعا فرمائیں (شاہد پرویز از پشاد)

۴۔ میرے بھائی مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب اور اُن کے بیٹے عزیز بشیر احمد صاحب پر ایک سنگین مقدمہ دائر ہے باعزت بریت کے لئے نہایت عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ (خاکسار عطاء اللہ ایم۔اے۔ بی۔ٹی احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور)

ہم پیدا کریں۔ اور اُن کے لئے ایک معین تبلیغی پروگرام مرتب کر کے اُس کے مطابق عمل شروع کر دیں اور پھر اسکی باقاعدہ رپورٹ دفتر میں بھیجتے رہیں

اگر آپکے یہاں مرکز کی طرف سے کوئی مبلغ ہے۔ تو اُنکے ساتھ پورا تعاون کریں اور مرکز سے بھی لٹریچر اور دوسری علمی مدد حاصل کریں اور اپنی روحانی زندگی کا ثبوت دیں اور یاد رکھیں پانی حرکت کرتا رہے تو صاف رہتا ہے ورنہ متعفن ہو جاتا ہے۔ خدا کے فضل سے زندہ جماعت کے افراد میں کسی ایک کی تبلیغی ادنیٰ عمل نہ صرف اسکے اپنے ایمان کو بڑھانے اور خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنیکا موجب بن سکتی ہے بلکہ بہت سے گرتے ہوئے ایمانوں کو بھی بچا لیتی ہے۔ خدا تعالیٰ

ہفت روزہ بدر قادیان —— ۲۸ ستمبر ۱۹۵۲ء

تحریک جدید

اس پرچہ میں دوسری جگہ جناب وکیل المال تحریک جدید نے ۵ اکتوبر بروز اتوار کو تمام جماعتوں میں تحریک جدید کے بارہ میں جلسے منعقد کئے جانے کی تحریک کی ہے۔ دراصل یہ تحریک سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں ہے۔ اس لئے تمام احباب جماعت کا فرض ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔

اس قسم کے جلسوں میں ایک طرف تحریک جدید میں شامل ہونے والے اور اس کے مالی مطالبات پر لبیک کہنے والوں کو وعدہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جانی ضروری ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے۔ کہ تحریک جدید کے دوسرے مطالبات بھی احباب جماعت کے سامنے رکھے جائیں۔ تا انہیں علم ہو کہ یہ تحریک کس قدر مفید اور بابرکت ہے۔ اور تا ایسے احباب بھی اس تحریک میں حصہ لے سکیں جو کسی وجہ سے اس میں تا حال شریک نہیں ہو سکے۔

خدا کے فضل سے ہماری جماعت مخلصین کی جماعت ہے۔ جب اُن کے پاس متواتر اور مؤثر طور پر کوئی تحریک پیش کی جائے گی۔ تو لازماً اس کا نیک اثر ہوگا۔ وہ دین کی خاطر قربانیوں میں پیش از پیش شامل ہوں گے۔ اسی طرح سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کا بوجھ ہلکا ہوگا۔ اور جماعت کی ترقی کے لئے نئے نئے ذرائع پیدا ہونگے

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تحریک جدید کے مطالبات محض خالی غور و فکر سے پیش نہیں کئے۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے اور خود حضور اقدس ایدہ اللہ بھی کئی بار فرما چکے ہیں کہ یہ تحریک خاص خدائی منشاء کے ماتحت کی گئی ہے اور جماعت کی آئندہ کامیابی کا راز اس کے مطالبات کی تکمیل میں مضمر ہے۔

۱۹۳۴ء میں اس مبارک تحریک کا آغاز ہوا اور اب اس پر اٹھارہ سال گذر تے ہیں۔ اس عرصہ میں خدا کے فضل سے جماعت نے اس تحریک کی برکت سے جو قدم اُٹھایا ہے وہ کسی سے پوشیدہ اور مخفی نہیں۔ آج دنیا کا کوئی بر اعظم نہیں جس میں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا مبلغ اور مشن قائم نہیں۔ اور اس وقت جماعت احمدیہ اس قدر عالمگیر وسعت حاصل کر چکی ہے کہ یہ کہنا بجا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا"۔ "تحریک جدید" کی تشریح خود حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:۔

"تحریک جدید دراصل اسلام کے احیاء کا نام ہے۔ جدید وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ دنیا اس سے ناواقف ہو گئی تھی۔ ورنہ درحقیقت وہ تحریک قدیم ہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمیں ایک پرانی چیز کو نئی کہنا پڑا۔ کیونکہ لوگ اس سے ناواقف ہو چکے تھے۔ اور وہ جدید نہیں بلکہ قدیم ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے جس طرز پر زندگی بسر کی ہم تحریک جدید کے ذریعہ اُس کے قریب قریب لوگوں کو لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ آجکل دنیا کے حالات ایسے رنگ میں بدل چکے ہیں کہ ہم اپنی طرز زندگی کی بالکل وہی شکل نہیں بنا سکتے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی طرز زندگی کی شکل تھی۔ مگر اُس کے قریب قریب جس حد تک زمانہ کے حالات ہم کو اجازت دیتے ہیں ہم لوگوں کو لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اور یہی تحریک جدید کی غرض ہے"۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے تحریک جدید کے اب تک ستائیس مطالبات پیش فرمائے ہیں۔ جن میں سے اہم ترین حسب ذیل ہیں:۔

(۱) سادہ زندگی۔ (۲) امانت فنڈ۔ (۳) دشمنی کے گندے لٹریچر کا جواب (۴) تبلیغ بیرون ہند (۵) وقف رخصت۔ (۶) وقف زندگی (۷) وقف رخصت موسمی (۸) صاحب پوزیشن لیکچرد یں (۹) ریزرو فنڈ (۱۰) پنشنر احباب خدمت دین کے لئے اپنے کو وقف کریں (۱۱) طلباء کو تعلیم کے لئے مرکز احمدیت میں بھیجیں (۱۲) صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کو سلسلہ کے لئے پیش کریں (۱۳) بیکار باہر دوسرے ممالک میں نکل جائیں۔ (۱۴) اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔ (۱۵) بے کار چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کرلیں (۱۶) دعا۔ (۱۷) تمدن اسلامی کا قیام۔ (۱۸) قومی دیانت کا قیام (۱۹) عورتوں کے حقوق کی حفاظت (۲۰) راستوں کی صفائی (۲۱) وقف اولاد (۲۲) وقف جائداد (۲۳) حلف الفضول۔

ان سب مطالبات کا خلاصہ حضور نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:۔

"ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔ اوّل جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔ دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا تیسرے جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید کا قائم کر دینا جس کے نتیجہ میں تبلیغ کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔ چوتھے جماعت کو تبلیغی کاموں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلا دینا"۔

جب آپ ان تمام مطالبات پر مجموعی نظر ڈالیں تو صاف نظر آجائے گا۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے کس عمدگی سے ایک طرف جماعت سے مالی قربانیوں کا مطالبہ کیا ہے اور دوسری طرف ایسے طریق بھی بیان فرماتے ہیں۔ جن پر عمل کر کے اس مالی قربانی میں بآسانی حصہ لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھیں "سادہ زندگی" سب مالی مطالبات کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے گویا حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے خدائی منشاء کے مطابق جماعت کو سادہ زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالنے کا طریق بتا دیا جس کے نتیجہ میں جو روپیہ بچے اُسے خدا کی دین کی اشاعت اور اُس کی ترقی کے لئے خرچ کیا جا سکے اگرچہ یہ تمام مطالبات بھی اس قابل ہیں کہ الگ الگ ہر ایک کی تفصیل بیان کی جائے۔ لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے صرف سادہ زندگی پر قدرے تفصیلی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

"سادہ زندگی" کے مطالبہ میں سب سے پہلے کھانے میں سادگی ہے جس کے لئے صرف ایک سالن کے استعمال کی ہدایت فرمائی۔ پھر لباس کے متعلق فرمایا کہ اس کی غرض یہ ہو کہ عُریانی نہ ہو اور زینت ہو۔ محض دکھانے کیلئے کپڑے نہ بنوائے جائیں اس معاملہ میں خصوصیت سے عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ محض پسند پر کپڑا نہ خریدیں بلکہ ضرورت پر کپڑا لیں۔ اسی طرح گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں لباس کی سادگی کے بارہ میں فرمایا:۔

"لباس کی سادگی نہایت ضروری چیز ہے میں نے دیکھا ہے کہ لباس میں سادگی نہ ہونے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ امیروں اور غریبوں میں ایک بین فرق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ درحقیقت لباس میں ایسا تکلف جو انسانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہو یا سخت ناپسندیدہ اور فتنے پیدا کرنے والا ہے۔ خواہ اس کے پاس ایک ہی جوڑا ہو یا دو ہوں"۔

پھر زیورات کے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ نئے زیورات نہ بنوائے جائیں البتہ شادی بیاہ کے موقع پر اس کی اجازت ہے البتہ پہلے کی نسبت کمی ضروری ہے۔

اسی ضمن میں آپ نے اپنی جماعت کو سینما اور تماشہ میں جانے سے قطعی ممانعت فرمادی چنانچہ فرمایا:۔

"سینما کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گویا اور سینکڑوں شریف خاندانوں کی عورتوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے سینما والوں کی غرض تو روپیہ کمانا ہے۔ نہ کہ اخلاق سکھانا اور وہ روپیہ کمانے کیلئے ایسے لغو اور بیہودہ تماشے اور گانے پیش کرتے ہیں جو اخلاق کو سخت خراب کرنے والے ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔ سینما نے اخلاق پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رکھا ہے کہ میں سمجھتا ہوں میرا منع کرنا تو الگ رہا اگر میں ممانعت نہ بھی کروں تو بھی مومن کی روح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہیئے"۔

الغرض یہ سب مطالبات ایسے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں صرف احمدیہ جماعت کے افراد کیلئے ہی مفید نہیں بلکہ جس ملک کے باشندے بھی ان پر اپنے حالات کے مطابق عمل پیرا ہوں اُنکی اقتصادی بدحالی بہت حد تک دور ہو کر انکی بہت سی مالی پریشانیوں کا حل نکل سکتا ہے۔

اگرچہ حالات کی تنگی کے باعث ہر انسان ہی اپنی زندگی میں سادگی اختیار کرنے پر مجبور ہو رہا ہے اور اس وقت ان سب بری عادتوں کو ترک کرنے کیلئے ایک ملک اپنی آواز بلند کر رہا ہے لیکن کیا ہی بلند شان ہے اُس مقدس وجود کی جس نے خدائی اشارہ سے آج سے ایک عرصہ پیشتر اپنی جماعت کو ان تمام امور کی طرف متوجہ کر دیا تھا

بہر حال سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے احباب جماعت اس مبارک تحریک کو زیادہ سے زیادہ اپنانے کی کوشش کریں اور اپنے گھروں میں اس پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔ کیونکہ اسی میں اُن کی آئندہ ... اور ...

مخالفت کا طوفان

ذرائع رسل و رسائل کی آسانی اور موجودہ زمانہ کی متعدد مفید ایجادات کے نتیجہ میں تمام دنیا کے ممالک ایک پلیٹ فارم پر آچکے ہیں۔ کوئی آواز دنیا کے کسی کونے سے بلند ہو۔ دور دراز کا ملک بھی اس کو سنے اور اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بالخصوص ہمارا ملک جو چند سال پیشتر ایک ہی حکومت کے ماتحت اور ہر قسم کی تقسیم و تفریق سے الگ ملک تھا۔ جس کے باشندے آباد اجداد سے اکٹھے بستے چلے آرہے تھے۔ اور باوجود گوناں گوں مذہبی اختلافات کے ایک دوسرے کے ساتھ گہرا لگاؤ اور تعلق رکھتے تھے لیکن اب جبکہ اس سرزمین کو ہندو پاکستان کے دو ٹکڑوں میں منقسم ہونا پڑا تو پھر بھی ہمسایہ ملک ہونے کے لحاظ سے ایک دوسرے کی اکثر باتوں سے دلچسپی رہتی ہے۔ اور اگر ایک ڈومینین میں کوئی تحریک لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہی ہوتی ہے۔ تو ہمسایہ ملک بھی کسی نہ کسی طریق پر اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

حال ہی میں جب ہمارے ہمسایہ ملک یعنی پاکستان میں بعض ناعاقبت اندیش "علماء" کی طرف سے عوام الناس کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکایا گیا۔ اور مخالفت کا یہ طوفان ایک مہیب شکل میں ظاہر ہوا تو اس ملک میں بسنے والے مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقہ کے ایک حصہ نے اس میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔ چنانچہ بھارت میں شائع ہونے والے مختلف اخبارات نے اپنی متعدد اشاعتوں میں اس مخالفت کا اپنے اپنے رنگ میں ذکر کیا۔ اس طریق پر ہندوستان کے ایک معتد بہ حصہ کو احمدیت کی طرف متوجہ کر دیا۔

ذیل میں مختصر طور پر سورت البروج کی چند آیات سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تحریر فرمودہ تفسیر کبیر کے اقتباسات درج کر کے ہر سنجیدہ مزاج دوست سے درخواست کی جاتی ہے کہ قرآنی آیات کے مضامین اور اس وقت جماعت احمدیہ کی مخالفت کے طوفان بے تمیزی کا مقابلہ کریں اور خود ہی اندازہ کرلیں کہ مخالفت کرنے والے کس طرف جا رہے ہیں اور کیا احمدیت کا جھنڈا لہرانے والے آج سے سات آٹھ سال پیشتر ان جملہ حالات سے آگاہ ہو چکے تھے۔ کیا یہ عجیب اور حیرت انگیز بات نہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے آج سے سات سال پیشتر موجودہ ہونے والی مخالفت کو قرآنی استدلال سے کس طرح ظاہر کیا اور بعد میں آنے والے حالات اور واقعات کس طرح اس پر منطبق ہوئے۔ اس کے ساتھ میں اپنی جماعت کے جملہ احباب سے بھی خواہ وہ ملک ہندمیں بسنے والے ہیں یا پاکستان کی سرزمین میں مخالفین کی مخالفت کا نمایاں طور پر تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں کہتا ہوں کہ یہ مخالفت کے بادل کوئی نئی چیز نہیں اور نہ غیر متوقع بلکہ جب سے ہماری جماعت معرض وجود میں آئی ہے ایسے ہی حالات سے واسطہ پڑا ہے۔ بالخصوص موجودہ مخالفت کا مفصل نقشہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تفسیر میں کئی سال پیشتر کھینچ کر ہمارے ایمانوں کو جلا بخش دیا ہے۔ اور ہمارے جسموں کو ان مصائب کے جھیلنے کے لئے آمادہ کر دیا ہے۔ پس سچے مومنوں کا جواب تو قرآنی الفاظ میں یہی ہے کہ:۔

هٰذا ما وعدنا اللّٰہ ورسولہ و صدق اللّٰہ ورسولہ

یعنی یہ وہی ہے جسکے متعلق ہم سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے پہلے ہی اطلاع دے رکھی تھی سو خدا کا شکر ہے کہ ہم نے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کی باتوں کو پورے ہوتے دیکھ لیا۔

سورت البروج کی ابتدائی آیات کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ عام مفسرین کے بیان کردہ تاریخی واقعہ کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں اس کا منکر نہیں کہ گذشتہ زمانہ میں بھی کوئی ایسا واقعہ ہؤا ہو۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر گذشتہ زمانہ میں کوئی ایسا واقعہ ہؤا ہے۔ تو یہاں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ایسا ہی واقعہ پھر کوئی ہونے والا ہے۔ پس میرے نزدیک قُتِلَ اصحاب الاخدود النار ذات الوقود اذ هم علیها قعود کے ذریعہ ایک پیشگوئی شروع کی گئی ہے۔ پہلے یہ بتایا گیا تھا۔ کہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اور اسلام کو غالب کرے گا۔ چنانچہ اس کی دلیل یہ دی گئی تھی کہ ماضی شاہد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے احیاء اسلام کے لئے ہمیشہ مجددین مبعوث کرتا رہا ہے پس ضروری ہے کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے۔ بالخصوص اسلئے کہ ہم ایک موعود کی بعثت کی خبر دے چکے ہیں۔ اب یہ بتاتا ہے کہ یوم موعود آسانی سے نہیں آئے گا۔ بلکہ اس کے لئے مومنوں کو بڑی بھاری قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یوم موعود کے متعلق بڑا زور دیا گیا تھا۔ اس لئے ممکن تھا۔ جماعت موعود یہ خیال کر لیتی کہ یہ یوم موعود خود بخود آجائے گا۔ ہمیں اس کے لئے کسی خاص جدوجہد سے کام نہیں لینا پڑے گا۔ مو خدا تعالےٰ نے قُتِلَ اصحاب الاُخدود النار ذات الوقود کے ذریعہ اس خیال کا ازالہ کر دیا اور بتایا کہ یہ یوم موعود آئے گا تو سہی مگر تمہیں اپنی جانوں کو اس راہ میں قربان کرنا پڑے گا۔ اور مخالفین کے جور و ستم اور ان کے بھیانک مظالم کا ایک عرصہ تک تختۂ مشق بننا پڑے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جماعت کو بار بار اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام اور احمدیت کی ترقی ہم سے موت کا مطالبہ کرتی ہے۔ اگر ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ بغیر ان قربانیوں کے جو سابق انبیاء کی امتیں بجالائیں ہم اپنے مقصود کو حاصل کرلیں گے۔ تو ہم سے زیادہ احمق اور غلطی خوردہ اور کوئی نہیں ہو سکتا اسلام اور احمدیت کی ترقی ہماری قربانیوں کے ساتھ وابستہ ہے اور یہی وہ موت ہے جس میں حقیقی زندگی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ اسلام اور احمدیت کی ترقی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۴ تا ۱۶)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اُس شکست کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کو قریب کرے اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا۔ اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اُسکی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔"

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنیوالے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اسکو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اُسکے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا اُن سے سخت کراہت کیساتھ پیش آئیگی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اُس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔" (الوصیت)

آپؑ نے لوگوں کی ایک ایسی غلطی کا بھی ازالہ کیا کہ اسلام اور احمدیت کو آپ ہی آپ ترقی حاصل ہو جائیگی چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"یاد رکھو! ہمارے پاس کوئی ایسی پھونک نہیں جس سے کوئی شخص یک دفعہ ابدال میں داخل ہو جائے سب انبیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ترقی مدارج کیلئے آزمائش ضروری ہے۔ اور جب تک کوئی شخص آزمائش اور امتحان کی منازل طے نہیں کرتا دیندار نہیں بن سکتا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ دُکھ کے بعد ہی ہمیشہ راحت ہؤا کرتی ہے۔ یاد رکھو جو شخص خدا کی راہ میں دکھ اور مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں وہ کاٹا جائے گا۔"

"صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ پر غور کرو کہ انہوں نے دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اٹھائے اور کن کن دکھوں میں وہ مبتلا ہوئے نہ دن کو آرام کیا نہ رات کو۔ خدا کی راہ میں ہر ایک مصیبت کو قبول کیا اور جان

تک قربان کر دی۔"

یاد رکھو! جبتک اخلاص اور صدق سے کوشش نہیں کرو گے۔ کچھ نہیں بنے گا۔ بہت آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ یہاں سے تو بیعت کر جاتے ہیں۔ مگر گھر میں جا کر جب تھوڑی سی بھی تکلیف آئی یا کسی نے دھمکایا۔ یا حقہ پانی بند کرنا چاہا تو جھٹ مرتد ہو گئے۔ ایسے لوگ ایمان فروش ہوتے ہیں۔ صحابہ کو دیکھو۔ کہ انہوں نے تو دین کی خاطر اپنے سر کٹوا دیئے تھے۔ اور جان و مال سب خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ کسی دشمن کی دشمنی کی انہیں پرواہ تک نہ تھی۔ وہ تو خدا کی راہ میں سب طرح کی تکالیف اٹھانے اور ہر طرح کے دکھ برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے دلوں میں فیصلہ کیا ہوا تھا۔ ایمان وہ ہے کہ سارا جہان مخالف ہو جائے ہر طرف سے سانپ اور بچھو کاٹیں۔ ہر گوشہ سے بجلی گرے ہر جگہ سے دکھ ہو مگر ایمان متزلزل نہ ہو۔"

(بدر ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

یہ وہ قربانی کی روح ہے۔ جو جماعت احمدیہ میں پیدا ہونی چاہیئے۔ اور یہی روح ہے جس کے دوام کے ساتھ قوموں کی زندگی وابستہ ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت (یعنی سورت البروج) میں ایک طرف تو منکرین کو توجہ دلائی ہے کہ تم بارہ صدیوں تک خدا تعالیٰ کے مجددین کو مانتے چلے آئے تھے۔ اب تیرھویں مقام پر آ کر تمہیں کیا ہو گیا کہ جب وہ موعود ظاہر ہوا۔ جس کی خبر ہم دیتے چلے آتے تھے تو تم نے اس کا انکار کر دیا۔ اور دوسری طرف مومنوں سے کہا ہے کہ یاد رکھو تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں جلنا پڑے گا۔ تب اسلام کی شان و شوکت کا دن طلوع کرے گا۔

پس ان آیات میں اُسی مخالفت کی شدت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو احمدیت کی آئندہ زمانہ میں ہونیوالی ہے "اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومنوں کو عذاب دے دے کر دشمن مزہ اٹھائیں گے۔

تعذیبیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تعذیب وہ ہوتی ہے جس کے بعد دل میں رحم کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مجرموں کو پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے تو مجسٹریٹ اور سپاہی وغیرہ افسوس بھی کرتے جاتے ہیں۔ مگر ایک تعذیب وہ ہوتی ہے جس کے بعد عذاب دینے والا خوشی محسوس کرتا ہے کہ میں نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا فرماتا ہے۔ یہ معذب تو ہوں گے۔ مگر ساتھ ہی خوش ہونگے کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا ہے گویا جلوس نکلیں گے اور اپنے اس فعل پر بڑی خوشی منائی جائے گی۔

جیسے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید پر پتھراؤ کیا گیا پھر کسی کو رحم نہ آیا۔ بادشاہ اور اس کے درباری سب اکٹھے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اسے خوب پتھر مارو۔ گویا عذاب دینے کیلئے وہ اس طرح خوش خوش اکٹھے ہوئے جیسے کوئی میلہ ہے۔

. . . .

"اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ" سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ وہ میلہ لگائینگے لوگوں کا اجتماع کرینگے۔ اور سب کی موجودگی میں ان کو عذاب دیں گے۔ دوسرے یہ کہ یہ تعذیب متواتر چلیگی کیونکہ کسی چیز پر بیٹھ جانا یہ ایک محاورہ ہے جس کے لئے اس کام کو متواتر کرتے چلے جانے کے ہوتے ہیں ہماری زبان میں کہتے ہیں کہ تم تو دھرنا مار کر بیٹھ رہے ہو مطلب یہ کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ جہاں ان کی مخالفتیں دیدہ دانستہ ہونگی اور یہ سمجھتے ہوئے ہونگی کہ وہ جھوٹ اور فریب سے کام لے رہے ہیں۔ وہاں ان مخالفتوں کا ایک لمبا سلسلہ ہوگا۔ اور متواتر اُن کی طرف سے دکھ دینے والے واقعات کا اعادہ ہوتا رہے گا۔

اس زمانہ میں احمدیت کے مخالفین کو دیکھتے ہیں تو اُن کی عملی حالت ہمیں یہی نظر آتی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ بات اسی طرح ہے جس طرح احمدیت پیش کرتی ہے۔ مگر محض اس لئے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی جاتی ہے اُس کی مخالفت کرنا وہ ضروری سمجھتے ہیں۔ . . . . . . گویا بات سمجھ لی پھر بھی مخالفت کرنا ضروری سمجھا تا کہ لوگوں میں ہمارے خلاف جوش اور اشتعال پیدا ہو تو فرماتا ہے۔ "وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ"۔ وہ اپنے افعال کے ناروا ہونے پر خود گواہ ہونگے اور ظلم کر رہے ہونگے۔ اور جانتے ہونگے کہ ظلم کر رہے ہیں۔ وہ جھوٹ اور فریب سے کام لے رہے ہونگے۔ اور ان کے نفوس جانتے ہونگے کہ وہ دھوکا اور فریب کر رہے ہیں۔ مگر پھر بھی مخالفت کریں گے"۔

پھر وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے لکھا:-

"فرماتا ہے اُن کی کوئی بات اُن کو حقیقتاً ناپسند نہیں ہوگی۔ اور نہ ان پر وہ کوئی حقیقی عیب لگا سکیں گے۔ سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کیوں ایمان لائے۔ یوں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوں گے۔ مگر فرق یہ ہوگا کہ یہ لوگ عزیز اور حمید خدا پر ایمان رکھتے ہونگے۔ اور ایک زندہ اور قادر خدا کو مانتے ہوں گے مگر وہ لوگ ایک مردہ خدا کو ماننے والے ہونگے۔ پس موعود کے اتباع اُن کے مردہ خدا کو نہیں مانتے ہونگے بلکہ ایک عزیز اور حمید خدا کے قائل ہوں گے اسلئے وہ لوگ اُنکی مخالفت کرینگے۔ اُنکو طرح طرح کے دکھ دینے کی کوشش کرینگے۔ اور کہیں گے کہ ان لوگوں نے ایک نیا دین بنا لیا ہے۔ حالانکہ وہ خدا کے حمید کو پیش کر رہے ہوں گے۔ اور یہ لوگ خدا کے حمید پر طرح طرح کے عیوب لگا رہے ہونگے۔ مثلاً یہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں یا یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یونہی افضل الرسل بنا دیا ورنہ اگر ایمان کا سوال ہوتا تو ممکن تھا کہ کوئی اور شخص آپ سے آگے نکل جاتا۔ چنانچہ دیکھ لو وہ تمام عقائد جن کی وجہ سے جماعت احمدیہ پر اعتراض کیا جاتا ہے ان میں سے ایک ایک عقیدہ وہ ہے جو خدا کی حمد ثابت کرنیوالا ہے۔ مگر ان لوگوں کے سارے عقیدے وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہتک کا موجب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں صرف اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا نہیں فرمایا بلکہ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تو وہ لوگ بھی مانتے ہونگے۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو غیر عزیز اور غیر حمید مانتے ہونگے اور یہ لوگ خدا تعالیٰ کو العزیز الحمید قرار دیتے ہوں گے۔ اور یہی اختلاف تمام عداوت کی بنیاد ہوگا۔ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرماتا ہے۔ اُن کو یہ کبھی ڈر نہیں آئے گا کہ یہ لوگ اس خدا پر ایمان اور یقین رکھنے والے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا خدا ہے۔ جو لوگ آسمانوں اور زمینوں کے خدا کی عزت کو قائم کرنے کیلئے کوشش کریں گے جو لوگ آسمانوں اور زمینوں کے خدا کی حمد کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا اُن پر لوگوں کو ظلم کرتے دیکھے اور وہ خاموش رہے۔ دنیا میں ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر انسان بھی اپنی عزت کرنے والے کا احترام کرتا ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ آسمان اور زمین کے مالک خدا کی عزت قائم کر رہے ہوں اُسکی حمد کو قائم کر رہے ہوں اور پھر دشمن اُن کو تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اور لوگ غور کریں کہ کیا اُنکے ظلموں کو دیکھ کر آسمانوں اور زمینوں کے خدا کی غیرت نہیں بھڑکے گی۔ اور کیا وہ اپنے غضب کی چکی میں اُنکو پیس نہیں ڈالے گا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ فرماتا ہے یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ لوگ جانتے بوجھتے ہوئے ظلم کرتے ہیں۔ مگر اُن کو یہ گھمنڈ ہے کہ پبلک ہمارے ساتھ ہے۔ یہ لوگ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اُن کو پتہ نہیں کہ ہم بھی اُنکے نگران اور محافظ موجود ہیں۔ اگر ان کو یہ گھمنڈ ہے کہ ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھنے والے دنیا میں بہت لوگ موجود ہیں۔ جو ہمارے مظالم کو بھی اچھا قرار دیتے ہیں تو کیا وہ اتنی بات نہیں سوچتے کہ وہ لوگ جو میری عزت کو قائم کرنیوالے ہیں میری حمد کو قائم کرنیوالے ہیں وہ میری آنکھوں کے سامنے اس طرح مظالم کا نشانہ بنائے گئے تو کیا میں خاموش رہونگا میں یقیناً اُنکی مدد کیلئے اُترونگا اور مظالم کرنے والوں کو اپنے غضب کا نشانہ بنا دونگا۔"

پھر اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ کی تفسیر فرماتے ہوئے فرمایا:-

"چونکہ کفار نے مومنوں کیلئے ایک بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی تھی جس میں اُن کو ڈالا گیا تھا۔ اسلئے فرماتا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو عذاب دیتے ہیں اُن کیلئے جہنم کا عذاب ہوگا۔ یہاں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی آگ مراد ہو سکتی ہے۔ ظاہری اس لحاظ سے کہ وہ ان کے جسموں کو دکھ دینگے۔ اور باطنی اس لحاظ سے کہ وہ ایسے ایسے جھوٹے الزام[1] لگائیں گے جن کو سنکر اُنکے دل جل جائیں گے اور وہ حیران ہوں گے کہ ہم کیا کریں [illegible] لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو جلاتے ہیں اُن کی طرف طرح طرح کی جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں اُنکا دل دکھانے کیلئے ہر قسم کی تدابیر اختیار کرتے ہیں اُن کا دل دکھانے کیلئے ہر قسم کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ وہ مت سمجھیں کہ ہماری گرفت سے بچ سکیں گے۔ چنانچہ آجکل ہماری جماعت کے خلاف جس رنگ میں فتنہ پیدا کرنیکی کوشش کی جاتی ہے وہ اس کا ایک کھلا اور واضح ثبوت ہے . . . . . . حالانکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

---

[1] کیا یہ کم ظلم ہے جو آجکل پاکستان میں جماعت احمدیہ کی طرف یہ بات منسوب کر کے مشہور کی جاتی ہے کہ گویا ہم حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ حالانکہ جس پہلو سے یہ اسلام کے اجارہ دار آپؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اسمیں سراسر آپ کی ہتک اور حد درجہ توہین ہے لیکن جس پہلو سے جماعت احمدیہ آپؐ کو خاتم النبیین تسلیم کرتی ہے اس سے آپ کی عزت و احترام اور آپ کا مرتبہ اور عالی مقام بلند سے بلند تر ثابت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپؐ کا نبوت کے دروازہ کو جو سراسر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا نشان ہے بند کرنا کوئی خوبی نہیں بلکہ اس کا ہمیشہ ہمیش کیلئے جاری رکھنا ہی باعث فضیلت ہے اور اس لحاظ سے جماعت احمدیہ آپؐ کو خاتم النبیین قرار دیتی ہے کہ آپ کی مہر سے ایک امتی بھی نبوت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو سکتا ہے اور یہ وہ خوبی ہے جس میں کوئی نبی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا گویا آپکی قوت قدسیہ نبی گر ہے اور یہی امر آپ کیلئے وجہ کمال و فضیلت ہے۔ پھر ان لوگوں کو اس بات پر غور کرنیکی توفیق نہیں ملی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ہر بیعت کنندہ سے اس امر کا اقرار لیتے ہیں کہ میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہوں پھر بھلا یہ ایسی ہی باتیں ہیں جو سراسر الزام ہیں۔ جو جماعت احمدیہ پر ایسے لوگوں کیطرف سے لگائے جاتے ہیں جس سے ان کے دل جل جاتے ہیں اور اس سے سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ (مرتب)

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

اور

اُن کا اجرائے نبوت کے متعلق اقرار و انکار

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان)

مولوی سید سلیمان صاحب ندوی ہندوستان کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "ارض القرآن" میں قرآن کریم کے بیان کے مطابق مختلف اقوام عرب قبل از اسلام کا نقشہ کھینچا اور بتایا ہے کہ جب وہ قومیں دنیا کے جاہ و جلال میں پھنس کر خدا تعالےٰ سے دور ہو گئیں اور انہوں نے نفسانی خواہشات کو اپنی زندگی کا مقصد ٹھیرا لیا اور شرک میں مبتلاء ہو کر پستی کے گڑھے میں جا گریں۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت کے مطابق ان کی طرف انبیاء بھیجے۔ انہیں متنبہ کیا۔ مگر انہوں نے بجائے انہیں مان کر فائدہ اُٹھانے اور خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے ان کی تکذیب کی انہیں ستایا۔ دکھ دیا۔ انہیں طرح طرح کے آلام کا تختۂ مشق بنایا۔ اُن کے خلاف سازشیں کیں۔ منصوبے کئے۔ انہیں مٹانے کے لئے قسم قسم کی کوششیں کیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر اتمام حجت ہو چکا تو ان پر عذاب آیا۔ اور وہ تباہ و برباد کر دی گئیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے عبرت دلانے کے لئے قرآن کریم میں ان اقوام کا ذکر فرمایا اور بتایا ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ خدا تعالےٰ کی یہ سنت کبھی تبدیل نہ ہوگی اور اس کے لئے انہوں نے قرآن کریم کی آیات بھی پیش کی ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف اپنی کتاب ارض القرآن جلد اول صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"قوموں کی ملکی محرومی اور سیاسی بدبختی خود اسبات کا ثبوت ہے کہ ان کے اخلاق و صفات عالیہ کا پایہ کس حد تک پست ہو گیا۔ عاد کے سیاسی تفوق و امتیاز کا دیگر ممالک میں ابطال اس کی دلیل ہے۔ کہ وہ اس حد تک گر چکے تھے۔ کہ جہاں پہنچ کر خدا کا غضب قوموں پر بھڑکتا ہے اور ان کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بابل۔ اسیریا۔ فنیشیا۔ قرطاجنہ یونان۔ روما۔ فارس قدیم سب اسکے کبر کی جزئیات ہیں۔ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ خدا کا قانون گذشتہ قوموں میں یہی تھا اور خدا کے قانون میں تبدیلی نہ پائی جائے گی"۔

اس کے ساتھ مولوی صاحب خدا تعالےٰ کے ایک اور قانون کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایسے موقع پر خدا کا یہ قانون بھی ہے کہ قوم میں وہ کسی روحانی مصلح یعنی خود پیغمبر یا نائب پیغمبر (علماء و مصلحین) کو پیدا کرتا ہے، جو قوم کو عبرت دلاتا ہے۔ اس کے عیوب و مفاسد کی اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اصلاح و ہدیٰ کی دعوت دیتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ترجمہ۔ اور ہم کسی قوم کو اس وقت تک مبتلائے عذاب نہیں کرتے جب تک ان میں پیغمبر نہ بھیج لیں"۔

خدا تعالےٰ کی طرف سے ایسے موقع پر نبیوں کے مبعوث کرنے کے قانون کا ذکر کرتے ہوئے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"افسوس ہے کہ کم لوگ انہیں مانتے ہیں اور اکثر ان کی باتوں کو سنتے ہی نہیں اور جو سنتے ہیں وہ سمجھتے نہیں۔ اور جو سمجھتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے غضب کا شکار ہو کر تباہ ہو جاتے اور دوسری قوم کے لئے جگہ چھوڑ کر راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں"۔

چنانچہ اسبارہ میں مولوی صاحب موصوف اپنے افسوس کا اس طرح اظہار کرتے ہیں:۔

"لیکن تمام قوموں کی پچھلی تاریخ شاہد ہے کہ کبھی بدبختی کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ ایک جماعت قلیل کے سوا عموماً اس کی آواز ہر طبقہ میں غیر مسموع ہوتی ہے۔ اور جو سنتے ہیں وہ سمجھتے نہیں اور جو سمجھتے ہیں وہ عامل نہیں اور نتائج صرف عمل پر موقوف ہیں اس وقت خدا تعالےٰ کا غضب تلوار میں چمک کر۔ آسمان سے گرج کر یا زمین سے پھٹ کر ظاہر ہوتا ہے۔ اور دوسری قوم کے لئے پہلی قوم کی جگہ صاف کر دیتا ہے"۔

حق بر زبان جاری ہم مولوی صاحب کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپ نے اپنی کتاب میں ایک سچی بات کا اظہار کیا ہے جس سے مولوی صاحب اگر خود نہیں تو دوسرے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

ہم بھی مولوی صاحب کے ساتھ ہمزبان ہو کر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس موقع پر اس حق کو جس کا اقرار اور اظہار آپ نے کیا تھا مشتبہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو قرآن کریم کے اس وعید کا مورد بنا لیا ہے کہ لم تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق وانتم تعلمون۔ ہم مولوی صاحب کی اس کتاب کو پڑھ کر یہ سمجھے تھے۔ کہ شاید اب آپ کے لئے حق کو پہچان لینا بہت آسان ہے۔ اور جو بات ہم دنیا کے مسلمانوں اور دوسری اقوام کے سامنے تاریخی حالات و شواہد سے اخذ کر کے پیش کرتے ہیں وہ آپ نے خود پیش کر دی ہے۔ ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جس چیز کی مولوی صاحب دوسروں کو تلقین کرتے ہیں اس سے خود فائدہ نہ اُٹھائیں بلکہ اس سے محروم رہیں۔ مگر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ آپ نے قرآن کریم کی آیت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ تو بالکل صحیح اور درست کیا ہے کہ

"ہم کسی قوم کو اس وقت تک مبتلائے عذاب نہیں کرتے جبتک ان میں پیغمبر نہ بھیج لیں"۔

مگر پھر جلد ہی اس کے مضمون کو مشتبہ کرنے کے لئے نبیوں اور رسولوں کی بعثت کے ساتھ علماء و مصلحین کا ذکر کر کے ان کو بھی نبیوں اور رسولوں میں شامل کر دیا اور ان کے وجود کو نبیوں اور رسولوں کی بعثت قرار دے دیا ہے۔ اور اس طرح باوجود اجراء نبوت کا اقرار کرنے کے اس کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سامان پیدا کر لیا ہے۔

کوئی مولوی صاحب موصوف سے پوچھے کہ قرآن کریم میں یہ کہاں لکھا ہے کہ عذاب آنے سے قبل کسی غیر نبی عالم کی بعثت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں تو اس کے خلاف یہ لکھا ہے کہ عذاب کے آنے سے قبل نبی کی بعثت ضروری ہے چنانچہ مولوی صاحب کا اپنا کیا ہؤا ترجمہ ہم بلفظہ درج کر چکے ہیں مولوی صاحب نے یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ جب ان جیسے علماء امت کا یہ حال ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کے تراجم میں اپنی طرف سے ملاوٹ اور تحریف کے ذریعہ سے ان کا مضمون مشتبہ کر کے لوگوں کو ہدایت کی طرف لے جانے کی بجائے انہیں گمراہی کے گڑھے میں گرانے کے لئے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنا شروع کر دیں تو ایسے وقت امت کی اصلاح کا کیا طریق ہے۔ آیا وہی طریق نہیں جو آیت میں بیان ہے اور جسے آپ نے اپنے ترجمہ میں تسلیم کیا ہے۔ یا اس وقت علاج کا کوئی اور طریق ہے کیا ایسے علماء بجائے مصلح بننے کے خود اصلاح کے محتاج نہیں۔ کیا انہیں اصلاح کے لئے کھڑا کیا جا سکتا ہے؟

اگر کوئی اور طریق ہے تو اسے بھی بیان کر دیا ہوتا تا کہ کتاب کا مطالعہ کرنے والے حضرات اس سے آگاہ ہو جاتے اور آپ جیسوں کی چالوں سے بچ جاتے۔ ممکن ہے کہ مولوی صاحب علماء و مصلحین کا لفظ مجدد دین کی بجائے رکھا ہو تا کہ کوئی یہ سوال نہ کر دے کہ حضرت پھر اس صدی کا مجدد کون ہے اور کہاں ہے۔ یا کوئی یہ نہ کہہ دے کہ اس صدی کا مجدد وہی ہے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی قرار دیا اور اس کا نام مسلم میں نبی رکھا ہے۔ ان کی کتاب میں کوئی دوسرا طریق نہ پا کر ہمیں خیال پیدا ہؤا کہ ہم خود مولوی صاحب موصوف کی طرف رجوع کریں چنانچہ ہم نے ان کے اعظم گڑھ والے سابقہ پتہ پر ایک چٹھی ارسال کر کے اول سوال دریافت کرنے کی اجازت چاہی۔ ہماری یہ چٹھی مولانا صاحب موصوف کو بھوپال میں وہاں کے دار القضاء کی معرفت ملی اور آپ نے کمال مہربانی فرما کر حسب ذیل جواب ارسال فرمایا۔

"دار القضاء بھوپال

قادیان سے خط پا کر خوشی ہوئی کہ وہاں کچھ اللہ کے نام لیوا موجود ہیں۔ ارض القرآن کو لکھے ہوئے ایک زمانہ گذر گیا۔ پورے مباحث ذہن نشین نہیں تاہم آپ دریافت کر سکتے ہیں۔ میرا پتہ اوپر لکھا ہؤا ہے۔

سید سلیمان ۱۳/ فروری ۱۹۵۰ء"

ہمیں آپ کے جواب سے از حد خوشی ہوئی اور ہم نے ۲/۲۱ کو آپ کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی چٹھی ارسال کی۔

"میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میرے استفسارات کا جواب دینے کے لئے آمادگی کا اظہار فرمایا ہے۔ سو عرض ہے کہ منجملہ ان امور کے جو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں ایک امر یہ ہے کہ جناب نے ارض القرآن جلد ۱ میں قوموں کے عروج و زوال اور انبیاء کی بعثت

اور ان کے انکار پر تباہی وغیرہ کا ذکر فرما کر تحریر فرمایا ہے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کا قانون ہے جو چلتا آیا ہے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ یعنی آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا اور پھر اس کے ساتھ ایک دوسرے قانون کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا۔ انبیاء کی بعثت کے بغیر قوموں پر عذاب نہیں آتے۔ گویا اتمام حجت کے بعد ان پر عذاب آتا ہے۔ وہ اتمام حجت انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اپنے نائب رسول (علماء مصلحین) کو بھی شامل فرمایا ہے۔ مگر جب نبی کی بعثت کے ایک عرصہ بعد علماء وغیرہ بگڑ گئے ہوں اور ان کو خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل نہ رہے جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آخری زمانے کے علماء تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے عُلَمَاءُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ۔ اس وقت کے لئے خدا تعالےٰ نے کیا علاج رکھا ہے جبکہ دوسری طرف خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا۔ اس کے مطابق ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا پر ایسے عالمگیر عذاب آرہے ہیں جو دنیا کو کھا رہے ہیں۔ جن کی نظیر کہیں پہلے نہیں ملتی۔ کیا ان حالات میں خدا تعالےٰ کا کوئی نبی نہیں آیا۔ جبکہ ساتھ ہی ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ ایک مدعی بھی کھڑا ہوا ہے جس نے ان عذابوں کی خبر دی ہے۔ جس کے مطابق وہ عذاب آرہے ہیں۔ کیا اب اس کا انکار پہلوں کے انکار کی طرح نہیں اگر نہیں تو اسکی کیا دلیل ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ تمام قوموں کی پچھلی تاریخ شاہد ہے کہ کبھی بدبختی کی انتہاء یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک جماعت قلیل کے سوا عموماً اس کی آواز ہر طبقہ میں غیر مسموع ہوتی ہے۔ اور جو سنتے ہیں وہ سمجھتے نہیں اور جو سمجھتے ہیں وہ عامل نہیں ہوتے اور نتائج صرف عمل پر موقوف ہیں اس وقت خدا کا غضب تلوار میں چمک کر۔ آسمان سے گرج کر یا زمین سے پھٹ کر ظاہر ہوتا ہے۔ کیا ان حالات کے وقت یہ بات سوچنے اور غور کرنے کے قابل نہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارا انجام بھی ایک نبی کی بعثت کے بعد انکار کے سبب سے وہی ہو جو پہلوں کا ہوتا رہا ہے“

(ارض القرآن مصنفہ سید سلیمان صاحب ندوی)

محمد ابراہیم قادیانی ۲/۵/۲۱

اس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے ہماری باتوں کے جوابات سے پہلو تہی اختیار کرتے ہوئے بعض ایسی تنقیحات لکھ کر ہم سے جواب طلب کیا۔ جن کا جواب ہماری چٹھی میں پہلے سے صاف موجود تھا۔ تنقیحات کو ایسا رنگ دیا گیا جس سے معاملہ بجائے صاف ہونے کے پیچیدہ ہو جاوے اور مولوی صاحب کو اصل بات کا جواب دینے کی ضرورت ہی پیش نہ آوے۔ چنانچہ ہم ان کا یہ جواب بھی بجنسہٖ ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لئے درج ذیل کر دیتے ہیں۔ مولوی صاحب نے خاکسار کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا کہ

”آپ کا خط ملا۔ اس سوال کا تعلق ارض القرآن سے تو نہیں آپ کی تبلیغ سے ہے۔ یہ سوال آپ کے ایک مناظر صاحب پہلے بھی دہلی میں بحث کر چکے ہیں۔ بہر حال آپ کے سوال میں بعض باتیں تنقیح طلب ہیں ان کو صاف کر لیں تو نتیجہ نکالنا آسان ہو جائے گا۔ آپ کے شبہ کا منشاء آیت وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً ہے۔

اولاً۔ اس آیت میں رسول کے کیا معنی آپ نے لئے ہیں اور اس معنی کی صحت پر آپ کی کیا دلیل ہے۔

ثانیاً۔ یہ کہ رسول کے نہ ماننے پر رسول کی زندگی ہی میں عذاب آتا ہے یا رسول کے آنے کے بعد۔ اور اگر رسول کے آنے کے بعد آتا ہے تو اس کے آنے کے کتنے دنوں بعد تک عذاب آتا رہتا ہے۔

ثالثاً۔ کیا اس سے پہلے مسلمانوں پر جو عذاب آتے رہے ہیں جیسے ہنگامہ تاتار یا قتل عام مسلمانان اندلس یا زوال دولت تیموریہ یا غدر دہلی۔ تو کیا ہر مصیبت سے پہلے کوئی نبی آتا رہا ہے تاریخ سے اس کا ثبوت چاہیئے۔

رابعاً۔ اس خاص عذاب کے آنے کے وقت مومنین و غیر مومنین سب معذب ہوتے ہیں یا صرف غیر مومنین۔ قرآن پاک کا کیا بیان ہے۔ امید ہے کہ جواب میں طول اور غیر متعلق امور کو بحث میں نہ لایا جائے گا۔“

مولوی صاحب کے اس جواب سے ظاہر ہے کہ انہوں نے بجائے مجیب بن کر ہمارے سوال کا جواب دینے اور اپنی ارض القرآن والی امع تحریر میں رسول کے لفظ میں علماء مصلحین کے شامل ہونے کا ثبوت دینے کے سائل بن کر غیر ضروری سوالات شروع کر کے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے ان کی چٹھی کا جو جواب ۱۶/۵/۵۲ کو ان کی خدمت میں ارسال کیا۔ وہ قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

”خط ملا۔ شکریہ۔ کوئی مناظرہ مقصود نہ تھا۔ کہ سوال کے جواب میں کئی سوالات ہی لکھ دیئے جاتے۔ باوجود سوال کی سادگی اور فروری امور کی وضاحت کے اصل سوال کا جواب نہیں آیا۔ اگر کسی بات کی تنقیح کی ضرورت تھی تو آپ سوال کے جواب کے ساتھ اسے بھی بیان فرما دیتے۔

بات واضح تھی کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ قومی عذاب اس وقت تک نہیں آتے جب تک کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے رسول نہ بھیجا جاتے۔ یعنی ایسا شخص جسے خدا کہے کہ تو رسول ہے۔

دوم۔ قرآن کریم آخری زمانہ میں عالمگیر عذاب اور تباہی کے آنے کی خبر دیتا ہے جیسا کہ اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا میں ذکر ہے۔

سوم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ کے علماء وانائب رسول مصلح نہ ہوں گے کیونکہ وہ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ کے مصداق ہوں گے۔ وہ سب مخلوق سے بدتر ہوں گے اس وقت اسلام کا صرف نام اور رسم باقی رہ جائے گی۔ اس میں اپنے نبی و رسول کی ضرورت بیان فرما دی ہے جس کا آخری زمانہ سے تعلق ہے

چہارم۔ مسلم کی حدیث میں آتا ہے کہ آخری زمانہ میں آنے والا مصلح نبی اللہ ہوگا۔ یہ چاروں باتیں آخری زمانہ کے عالمگیر عذاب سے قبل ایک نبی و رسول کی بعثت کا تقاضا کرتی ہیں۔

پنجم۔ ایک مدعی بھی کھڑا ہوتا ہے جو ان عذابوں کے آنے سے قبل ان عذابوں کی خبر دیتا ہے اور ان کے وقوع پر قرآن کریم کے بیان کردہ قاعدہ کلیہ اور سنت جاریہ اور قرآن کریم اور احادیث کی بتائی ہوئی اخبار اور اپنی دی ہوئی اطلاع کے مطابق آمدِ عذاب کو اپنی صداقت کا ثبوت ٹھیراتا ہے۔ تو اس کا انکار کس بناء پر؟ کیا اس کا انکار پہلے نبیوں اور رسولوں کے انکار کی طرح نہیں۔ یا پھر کوئی اور مدعی کھڑا ہونا چاہیئے تھا پس کسی مدعی کو تسلیم کرنا پڑے گا یا پھر ان باتوں سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ ان امور میں آپکی پہلی تین باتوں کا بھی ذکر آگیا تھا قومی عذاب سے قبل خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی و رسول کا آنا قرآن کریم ضروری قرار دیتا ہے۔ آپ کے بیان کردہ حوادث قومی اور عالمگیر نہ تھے۔ ایسے نہ تھے جن کا اثر سب قوم پر پڑتا ہو۔ جیسے کہ موجودہ زمانہ کے عذابوں یا پہلے انبیاء کے زمانہ کے عذابوں کا ساری قوم پر پڑا ہے۔

ششم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو جنگیں آپ کی زندگی یا بعد زندگی ہوئیں وہ قرآن کریم کی آیات بالخصوص هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا کے ماتحت مومنوں کے لئے ابتلاء تھیں۔ وہ بخلاف کفار مومنوں کو مٹانے یا گھٹانے کا موجب نہ تھیں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی جنگوں میں مارے جاتے تھے۔“

مولوی صاحب موصوف نے ہمارے اس جواب کے بعد چپ سادھ لی۔ ہم نے مولوی صاحب کے جواب کی انتظار کی۔ مگر ان کی طرف سے جواب نہ آنا تھا نہ آیا۔ اور اس طرح باوجود اشتیاق کے انہوں نے اپنے جواب سے محروم رکھا۔ یہ ہے ان علماء مصلحین کا حال جو اپنے منہ سے نائب رسول بن کر رسول کی آمد میں اشتباہ پیدا کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اور ان کا ایسا کرنا ہی اسبات کا ثبوت ہے کہ علماء خود اصلاح کے محتاج ہیں۔ اور ان کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی نبی و رسول ہونا ضروری تھا۔ سو وہ آچکا۔ مبارک ہیں وہ جو اُسے پہچانیں اور ان علماء سوء کے پیچھے لگ کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

احمدیت کی غرض وغایت

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی

"احمدیت کسی نئے مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام ہی کی تجدید کا دوسرا نام احمدیت ہے مگر تجدید سے یہ مراد نہیں کہ اسلامی شریعت میں کسی قسم کا نسخ یا زیادتی ہو سکتی ہے بلکہ تجدید سے صرف یہ مراد ہے کہ مرور زمانہ کی وجہ سے جو غلط خیالات جو غلط اعمال مسلمانوں میں پیدا ہو چکے تھے جنہیں وہ غلطی سے اسلام کا حصہ سمجھنے لگ گئے تھے ان کی اصلاح کر کے اسلام کو پھر اس کی اصلی اور پاک و صاف صورت میں قائم کیا جائے۔ ہاں تجدید کے وسیع معنوں میں یہ بات بھی شامل ہے اور اسی لئے وہ بانی سلسلہ احمدیہ کے خداداد مشن کا حصہ تھی کہ نئے نئے علوم کی روشنی میں جو نئے اعتراضات اسلام کے خلاف پیدا ہوئے ہیں وہ پہلے زمانوں میں پیدا نہیں ہوئے۔ ان کے ازالہ کے لئے اسلام کے ان مخفی معارف کو نکال کر پیش کیا جائے جو ہمیشہ سے قرآن شریف کے اندر تو موجود تھے مگر ابھی تک وہ دنیا کی نظروں کے سامنے نہیں آئے تھے۔ اور ان قیمتی کانوں کی طرح جو اس زمین کے اندر موجود ہوتے ہوئے پھر لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوتی ہیں۔ یہ معارف بھی قرآن کے اندر موجود ہوتے ہوئے ابھی تک دنیا کی نظر سے مخفی رہے تھے۔ اور اس مسلّم اصول کے مطابق کہ جب کوئی زہر پیدا ہوا اسی وقت تریاق کی ضرورت پیش آتی ہے ان معارف کا باہر نکلنا اور دنیا کے سامنے آنا موجودہ زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ پس احمدیت کسی نئی شریعت کی مدعی نہیں بلکہ وہی قرآنی شریعت احمدیت کی شریعت ہے۔ اور وہی پاک محمدؐ مصطفےٰ نبیوں کا سردار احمدیت کا شارع نبی ہے۔ جس کی اطاعت اور غلامی کا جؤا احمدیت کی گردن پر ہے اور ہمیشہ رہے گا"۔

"احمدیت کی غرض وغایت" سے اس کا منتہیٰ اور مقصد اور اس مقصد کے حصول کا طریق مراد ہے۔ سو اس تعلق میں سب سے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ احمدیت کسی سوسائٹی کا نام نہیں ہے۔ جو ایک اصلاحی پروگرام کے ماتحت قائم کی گئی ہو اور نہ وہ دنیا کے نظاموں میں سے ایک نظام ہے جس کا مقصد کسی خاص سکیم کا اجراء ہو بلکہ وہ ایک خالصۃً الٰہی تحریک ہے جو اسی طریق اور اسی منہاج پر قائم کی گئی ہے جس طرح قدیم سے الٰہی سلسلے قائم ہوتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب دنیا کے لوگ اپنے خالق و مالک کو بھلا کر اور اپنی پیدائش کی غرض و غایت کی طرف سے آنکھیں بند کر کے دنیا کی باتوں میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اور قرب الٰہی کی برکات سے محروم ہو کر اس اخلاقی اور روحانی مقام سے نیچے گر جاتے ہیں جس پر خدا انہیں قائم رکھنا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی پاک بندے کو مبعوث کر کے انہیں پھر اپنی طرف اٹھاتا ہے اور ان کے اخلاق اور ان کے تہذیب و تمدن کو ایک نئے قالب میں ڈھال کر ایک جدید نظام کی بنیاد قائم کر دیتا ہے۔ یہ اسی قسم کا انقلاب ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت موسےٰؑ کے وقت میں ہوا یا جس طرح حضرت مسیح ناصری کے وقت میں ظہور میں آیا یا جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رونما ہوا کہ خدا نے ان مقدس نبیوں کے ذریعہ ایک بیج بو کر بالآخر اسی بیج کے نتیجہ میں دنیا کی کایا پلٹ دی۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت بھی کسی اصلاحی سوسائٹی کے قیام کی صورت میں نہیں ہے اور نہ ہی وہ ایک وقتی دنیوی نظام کا رنگ رکھتی ہے بلکہ وہ ایک جدید اور مستقل الٰہی نظام کی داغ بیل ہے جس کے لئے یہ مقدر ہے کہ وہ آہستہ آہستہ سارے نظاموں کو مغلوب کر کے دنیا کو ایک نئی صورت میں ڈھال دیگا۔ یہ نظام ملکی اور قومی حدود میں مقید نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت (اپنے مخدوم نبی کی طرح ساری دنیا کے لئے تھی) بلکہ تمام ملکوں اور سب قوموں اور سارے زمانوں کے لئے وسیع ہے۔ اور جو انقلاب احمدیت کے پیش نظر ہے وہ دو پہلو رکھتا ہے۔

اول خدا تعالیٰ کے ساتھ بندوں کے تعلق کو ایک نئی بنیاد پر قائم کر دینا جس میں خدا تعالیٰ کا وجود ایک خیالی فلسفہ نہ ہو بلکہ ایک زندہ حقیقت کی صورت اختیار کرے اور انسان کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ سچ مچ پیوند ہو جائے۔ دوسرے بندوں بندوں کا باہمی تعلق بھی ایک نئے قانون کے ماتحت نیا رنگ اختیار کرے جس میں حقیقی مساوات اور انصاف اور تعاون اور ہمدردی کی روح کا قوام ہو۔ یہ تبدیلی اسلامی تعلیم کے ماتحت اور اسی کے مطابق عمل میں آئے گی۔ مگر اس کا اجراء اسی رنگ میں ہوگا جس طرح کہ تمام الٰہی سلسلوں میں ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام اس انقلاب کا خوب نقشہ کھینچتا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حالتِ کشف میں دیکھا کہ میرے اندر خدا حلول کر گیا ہے۔ اور میرا کچھ باقی نہیں رہا بلکہ سب کچھ خدا کا ہو گیا ہے اور گویا میں خدا بن گیا ہوں اور پھر میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:-

"ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں"[1]

اسی کشفی الہام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت اپنے اندر ایک نہایت اہم اور نہایت وسیع غرض و غایت رکھتی ہے۔ اور وہ غرض و غایت یہی ہے کہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر اس کی جگہ ایک بالکل نیا نظام قائم کر دیا جاوے۔ اس کشف میں آسمان سے مراد حقوق اللہ ہیں اور زمین سے مراد حقوق العباد ہیں یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو انقلاب مقدر ہے وہ لوگوں کے دین اور دنیا دونوں پر ایک سا اثر انداز ہوگا۔ اور گویا اس جہان کا آسمان بھی بدل جائے گا اور زمین بھی بدل جائے گی۔ اور آسمان اور زمین کے الفاظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ یہ تبدیلی ملکی اور قومی نہیں ہو گی بلکہ جس طرح یہ آسمان اور یہ زمین سارے جہان کے لئے وسیع ہیں اور سب پر حاوی ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ایک عالمگیر انقلاب پیدا ہوگا جس سے دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کی کوئی قوم باہر نہیں رہے گی۔ یہ ایک بہت بڑا دعوےٰ ہے اور اس وقت اندھی دنیا ہمارے اس دعویٰ پر ہنستی ہے۔ اور ایک زمانہ تک ہنستی رہے گی۔ مگر مستقبل بتا دے گا کہ خدا کے فضل سے یہ سب کچھ ہو کر رہے گا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے"[2]

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض و غایت اور منتہیٰ یہ ہے کہ تجدید اسلام اور اشاعت اسلام کے کام کو انتہا تک پہنچا کر مکمل کیا جاوے کہ دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے۔ اور دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ تہذیب و تمدن کے نام و نشان کو مٹا کر صحیح اسلامی نظام اور صحیح اسلامی تہذیب کو قائم کیا جاوے تاکہ یہ دنیا جو اب مردہ روحانیت اور گندی تہذیب کی وجہ سے رہنے کے قابل نہیں رہی۔ وہ ایک نئی زمین اور نئے آسمان کے نیچے آکر پھر بہشت کا نمونہ بن جاوے دنیا اس دعویٰ پر بے شک جتنی چاہے ہنسی اڑائے اور اس رستہ میں جتنی چاہے روکیں ڈالے مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

یعنی یہ ایک خدائی تقدیر ہے جو ہر حالت میں ہو کر رہیگی۔[3]

([illegible])

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

مندرجہ ذیل دس شرائط بیعت کو غور سے مطالعہ کرنیوالا انسان بہت حد تک جماعت احمدیہ کی اصل غرض و غایت سے بخوبی اطلاع پا سکتا ہے ساتھ ہی یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اس جماعت میں شامل ہونیوالے کو اپنے اندر کس قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے اور ان شرائط کے ماتحت تیار ہونیوالی جماعت ملک و قوم کی کسقدر خیر خواہ اور اُسکے لئے مفید ہو سکتی ہے (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:- **اول**:- بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلیوے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ **دوم**:- یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ **سوم**:- یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ **چہارم**:- یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ **پنجم**:- یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔ **ششم**:- یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ **ہفتم**:- یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ **ہشتم**:- یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ **نہم**:- یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ **دہم**:- یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔ (اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

[1] آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۵ و کتاب البریہ صفحہ ۷۹ [2] تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵

افکار و آراء

(۱)

——— ایک مفروضہ ———

اس وقت پاکستان میں بعض سرپھرے علماء نے جو ہنگامہ جماعت احمدیہ کے خلاف برپا کیا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ایک مضمون رسالہ نگار بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۳ء میں شائع ہوا ہے۔ جو امید ہے احباب کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔

ضروری نہیں کہ اس مقالہ کی تمام جزئیات سے ہمارا اتفاق ہو۔ (ایڈیٹر)

مضمون اس طرح چلتا ہے:-

ایک سیاح کی ڈائری کے چند اوراق

(جو آئندہ کسی وقت بھی شائع ہو سکتے ہیں)

سنہ ۱۹۵۲ء اور اس کے بعد

ایشیا کی سیاحت کا شوق مجھے ہمیشہ دامنگیر رہا ہے۔ اور اس لئے جب میں نے اول اول سرزمین سندھ میں قدم رکھا تو اپنے اندر ایک خاص جذبۂ مسرت محسوس کیا۔

اس وقت سندھ کا علاقہ ایک نوزائیدہ سلطنت "پاکستان" میں شامل ہے اور اسی سرزمین کی ایک مشہور بندرگاہ "کراچی" میں سب سے پہلے میں نے قدم رکھا۔ یہ بڑا خوبصورت شہر ہے۔ اور حکومت پاکستان کی سب سے بڑی تجارتی منڈی۔ قیام پاکستان سے قبل یہاں کی آبادی تین لاکھ سے زیادہ نہ تھی لیکن اب وہ تیرہ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ جس میں تقریباً نصف حصہ ان مہاجرین کا ہے جو ہندوستان چھوڑ کر یہاں آباد ہو گئے ہیں۔

پاکستان کا قیام دراصل ایک مذہبی رومان ہے۔ جس نے بعد کو سیاسی انقلاب کی شکل اختیار کر لی اور کافی خونریزی کے باوجود پاکستان کو کامل پانچ سال تک یہ موقع نہ دیا کہ وہ اس سودے کو گراں سمجھے یا ارزاں!

جس وقت میں نے سرزمین پاکستان میں قدم رکھا وہ دنیا کی سب سے بڑی مسلم حکومت تھی لیکن آپ یہ سن کر حیرت کریں گے کہ میرے دوران قیام میں دو سال کے اندر ہی وہ "غیر مسلم جمہوریت" میں تبدیل ہو گئی!

یہ داستان بہت پُرلطف ہے۔ اس لئے میں اسے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ پاکستان اور مسلم حکومت دونوں کا تصور ایک ہی ساتھ پیدا ہوا تھا۔ اس لئے انقلاب کی ابتدائی منزل گذرنے کے بعد جب یہاں تشکیل "دستور" کا سوال سامنے آیا تو مذہبی علماء نے (جن میں ہندوستان کے چند وہ علماء بھی شامل تھے جو پاکستان کو بہترین "چراگاہ" سمجھ کر یہاں بھاگ آئے تھے) سوچا کہ حکومت پر چھا جانے، دنیا میں عزّ و جاہ حاصل کرنے اور پاکستان کی دولت پر قابض ہو جانے کا وقت اگر کوئی ہو سکتا ہے تو یہی ہے اور اس لئے انہوں نے کانسٹی ٹیوشن بننے سے قبل ہی یہ سوال اُٹھایا کہ "دستور کی تشکیل سے قبل یہ فیصلہ ہو جانا ضروری ہے کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے اور کس آبادی کو صحیح معنے میں مسلم آبادی کہا جا سکتا ہے"۔

ظاہر ہے کہ حکومت کے لئے یہ فیصلہ دشوار تھا اور تصور میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ کسی وقت یہ سوال پاکستان میں اُٹھ سکتا ہے۔ وہ اب تک یہی سمجھ رہی تھی کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مسلم کمیونٹی کا فرد قرار دیتا ہے مسلم ہے۔ اور اگر بعض جماعتوں کے اندر بعض فروعی مسائل میں اختلاف پایا بھی جاتا ہے تو وہ ایسا نہیں جس کے پیش نظر کسی جماعت کو اسلام سے خارج کر دیا جائے۔ علاوہ اسکے چونکہ یہ سوال خالص مذہبی حیثیت رکھتا تھا اس لئے یوں بھی پاکستان کے ارباب حکومت کو کوئی حق نہ پہنچتا تھا کہ وہ اس باب میں کوئی فتویٰ صادر کر سکیں۔ لیکن چونکہ غلطی سے پاکستان کی سیاسی بنیاد ہی مذہب پر قائم ہوئی تھی اور مذہب سے ہٹ کر وہ کوئی قوت ایسی نہ رکھتی تھی کہ اس خطرناک ذہنیت کو دبا سکتی۔ اس لئے مولویوں کا رجحان جو یکسر ذاتی اغراض پر مبنی تھا رفتہ رفتہ قوی ہوتا گیا اور اس سلسلہ میں سب سے پہلا عملی قدم یہ اٹھایا گیا کہ احمدی جماعت کو جو رسول اللہ پر سلسلۂ نبوت ختم ہونے کی قائل نہیں ہے اسلام سے خارج کر دیا گیا اور اسے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ حکومت سے کیا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد یہ سب سے پہلا اور پہلا اندرونی خطرہ تھا جس سے حکومت کو دوچار ہونا پڑا اور وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کا سدّ باب نہ کر سکی۔ اس پہلی کامیابی کے بعد علماء پاکستان کے حوصلے زیادہ بلند ہوئے اور انہوں نے سوچا کہ محض احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے سے تو مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ اس جماعت کے وہی چار افراد ایسے ہیں جو کلیدی مناصب پر فائز ہیں اور اگر ان کو ہٹا کر ان مناصب کو حاصل کر لیا جائے تو بھی اصل مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اس لئے اب ان کی نگاہ شیعی جماعت کی طرف گئی جو احمدیوں سے زیادہ صاحب اقتدار تھی اور اس کے بہت سے افراد ممتاز عہدوں پر مامور تھے چنانچہ انہوں نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے ایک سال بعد دوسرا کنونشن طلب کیا اور اس میں یہ سوال اُٹھایا کہ کیا وہ جماعت جو خلفاء ثلاثہ کو غاصب و منافق قرار دیتی ہے۔ اور ان پر سب و شتم بجز و ایمان سمجھتی ہے مسلم کہلائی جا سکتی ہے۔ اور کیا اس کا عقیدہ کہ خلیفۂ اول رسول اللہ کے صحیح جانشین نہ تھے نص قطعی کا انکار نہیں۔ جس میں صاف طور پر خلیفۂ اول کو رسول اللہ کا "یار غار" ظاہر کیا گیا ہے۔ کیا نص قطعی کا منکر کسی حیثیت سے مسلم قرار دیا جا سکتا ہے"۔ ظاہر ہے کہ اس منطق کا جواب بھی حکومت کے پاس کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے شیعی جماعت کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا۔

اس کے بعد انہوں نے تقلید و عدم تقلید کا سوال اُٹھا کر تیسرا کنونشن اور طلب کیا اور ان لوگوں کو بھی اسلام سے خارج کر دیا جنہیں وہ وہابی کہتے تھے۔ اس کے بعد مولویوں نے جو اپنے اپنے اغراض کے تحت مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ اپنا اپنا "ادارۂ کافر گری" علیحدہ قائم کر لیا۔ ایک گروہ نے تمام ان مسلمانوں کو جو اس کے امیر کو اپنا امیر تسلیم نہ کریں۔ دوسرے گروہ نے اُن تمام مسلموں کو جو اُن کی جمعیتہ کے صدر کو اپنا مذہبی پیشوا نہ قرار دیں غیر مسلم قرار دے دیا۔ ظاہر ہے کہ اس موقعہ سے اعلیٰ پیشہ میلاد خوان قسم کے مولوی کیوں نہ فائدہ اُٹھاتے۔ چنانچہ انہوں نے بھی اعلان کر دیا کہ:-

۱۔ تمام وہ خوشحال جو حج کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج بدل کی خدمت مولویوں کے سپرد نہیں کرتے

۲۔ قوم کے وہ جملہ افراد جو صاحب نصاب ہونیکے زکوٰۃ کی رقم مولویوں کے قائم کئے ہوئے یتیم خانوں میں داخل نہیں کرتے (جن میں سب سے زیادہ قابل رحم یتیم خود مولوی ہی ہوا کرتے ہیں)

۳۔ وہ تمام مسلمان جو ترک صوم و صلوٰۃ اور دیگر معاصی صغیرہ و کبیرہ کا کفارہ ادا کرنے کے مولویوں کی خدمت میں قیمتی تحائف پیش نہیں کرتے۔

۴۔ وہ جملہ افراد جو نکاح و خلع، بیع و شریٰ کے مسائل میں حسب مراد فتویٰ حاصل کرنے کیلئے معقول نذرانہ نہیں دیتے۔

۵۔ وہ تمام مسلمان جو محافل میلاد و ذکر رسول کی تقریبات میں ذاکروں کی پوری فیس ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں سب کے سب غیر مسلم ہیں ——— اور ——— آخر کار یہ "کار دبار کافر گری" اتنا بڑھا کہ جب تشکیل دستور کیوقت اکثریت و اقلیت کا سوال حکومت کے سامنے آیا تو وہ اعداد و شمار کو دیکھ کر حیران رہ گئی کیونکہ پاکستان کی ۸ کروڑ آبادی میں سے تقریباً ساڑھے سات کروڑ انسان غیر مسلم قرار دیئے جا چکے تھے۔ اور خالص مسلمانوں کی تعداد ۵۰ لاکھ سے زیادہ نہ رہ گئی تھی۔

ہو سکتا ہے کہ حکومت پھر بھی خاموش رہتی اور کابینہ کے مباحث میں اس مسئلہ کو بالکل نظرانداز کر دیا جاتا۔ لیکن نامسلموں کی اتنی بڑی اکثریت کیونکر خاموش رہ سکتی تھی۔ اس نے بھی اپنا ایک کنونشن طلب کیا اور اس میں حکومت سے مطالبہ کیا:-

" چونکہ پاکستان میں اب مسلمانوں کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اس لئے پاکستان کو اپنے

"غیر مسلم جمہوری حکومت" ہونے کا اعلان کردینا چاہیئے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر وہ اپنی "مسلم جمہوریت" کی حیثیت قائم رکھنا چاہتی ہے تو پھر اسے ہمارے اس فیصلہ سے اتفاق کرنا چاہیئے کہ جس طرح مولویوں نے ہمیں اسلام سے خارج کیا تھا اسی طرح آج ہم مولویوں کو اسلام سے خارج کرکے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہیں"۔

اسی کے ساتھ حکومت سے اس کنونشن نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ "مولوی جماعت کے ان تمام افراد کو جنہیں ہم نے غیر مسلم قرار دیدیا ہے۔ سندھ یا بلوچستان کے کسی ریگستانی علاقہ میں منتقل کردیا جائے تاکہ وہاں رہ کر وہ خود اپنی محنت سے روزی کما سکیں۔ اور اپنی کالونی سے باہر جانا ان کے لئے قطعاً ممنوع قرار دیا جائے تاکہ" یہ خود نہ کچھ کرکے دوسروں کی محنت و دولت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے والی نسل انسانی زیادہ پھیلنے نہ پائے۔ اور پاکستان آئندہ ان کے خطرہ سے محفوظ رہے"۔

اس کنونشن کے بعد میں تو چلا آیا اور خبر نہیں کہ حکومت پاکستان نے اس مطالبہ کا کیا جواب دیا۔ لیکن یہ ضرور سننے میں آیا کہ کچھ دن بعد کوئٹہ میں سخت زلزلہ آیا اور وہاں کی ایک بہت بڑی کالونی زمین کے اندر دھنس گئی"۔　　(نگار ستمبر ۱۹۵۲ء)

—— (۲) ——

مراسلہ بنام مولوی عبدالماجد صاحب دریا آبادی:۔

مخدوم المقام کرم گستر حضرت مولانا صاحب زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مرزائیت کے متعلق جناب کا نظریہ پسند نہیں۔[۱] حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری بلکہ ان سے برتری کا مدعی کس طرح متساہل اور متسامح سمجھا جاسکتا ہے۔ کفر شیطان بھی تو … دل ہے۔ وہ خدا کو رب درب کہہ رہا ہے۔ خلقتنی میں خالق مان رہا ہے۔ مگر نبوت کا منکر ہے۔[۲] ۱۵ اگست صدق میں جناب کا ارشاد آیا اہل قادیان ہی بھی اجرائے نبوت کے قائل ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا البشیر الدین نے ترجمۃ القرآن مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان کے صفحہ ۲ اہدنا الصراط المستقیم سے استدلال باطل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس آیت کی رو سے ہم پر فرض کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑے سے بڑا انعام مانگیں جن میں نبوت بھی ہے۔ گویا ہر ایک خدا سے نبی بننے کی دعا کرے۔[۳] اسلام نہ ہوا نبوت کا پاسپورٹ ہوا۔ میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتم ہیں۔[۴]

صدق کے اسی نمبر کے صفحہ ۱ پر مولانا گیلانی کا ارشاد کہ یہ سمجھ میں نہیں آتا جس کی امانت کرے گا وہ اس کو پیغمبر ہی کیوں مانے گا؟

کیا میں جرأت کرسکتا ہوں کہ آخر نشہد انک رسول اللہ کہنے والے راعنا کے تلفظ میں کس قدر بدباطن تھے کہ لاتقولوا راعنا علیم بذات الصدور کو کہنا پڑا۔[۵] اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشے۔[۶]

قاضی محمد زاہد الحسنی کیمبل پور (پاکستان)

---

[۱] جی ہاں۔ اور افسوس ہے کہ اور بھی بہت سے مخلصوں، رفیقوں، بزرگوں کو صدق سے اسی طرح اختلاف ہے۔ (صدق)

[۲] شیطان کے کفر کی بنا اس کی صریح و براہ راست نافرمانی تھی نبوت کے اقرار و انکار کا سوال ہی اس وقت پیدا نہیں ہوا تھا۔ (صدق)

[۳] لیکن دعا تو اگر کوئی نبی بننے کی کیا۔ خدا بن جانے کی بھی کرے تو اس سے صرف اس کی نافہمی یا کج فہمی ثابت ہوئی یا اور بڑھ کر غبیہ کہہ لیجئے۔ کفر کا ثبوت تو نہ ہوا۔ امتناع عقلی۔ امتناع عادی امتناع شرعی۔ غرض کسی بھی ممتنع کی تمنا دلیل کفر نہیں (صدق)

[۴] بیشک بعض عبارتیں اسی قسم کی ہیں۔ لیکن بعض دوسری عبارتیں اس کی نافی بھی ہیں۔ ایسی حالت میں مقتضائے احتیاط و عدل بھی ہے کہ انھیں گمراہ سمجھنے کے باوجود ان کے کفر میں تامل کیا جائے۔ (صدق)

[۵] لیکن وہاں تو خود عالم الغیب کی شہادت موجود ہوگئی۔ جب جاکر منافقوں کو منافق ٹھہرایا گیا ہے۔ اور بغیر اس کے خود پیمبر صلعم تک باوجود محض مومنانہ نہیں۔ پیمبرانہ فہم و بصیرت و فراست کے۔ ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا کرتے رہے۔ اب ایسی بشارت کے نزول کا کیا امکان ہے؟ (صدق)

[۶] آمین۔ اسی جزو میں آپ سے پورا اتفاق ہے۔ (صدق)

—— (۳) ——

ختم نبوت اور ہم

۔ ۔ ۔ ایک طرف ایک ایسا شخص ہے جو ختم نبوت کا قولاً منکر ہے۔ اب دوسری طرف ایک شخص ہے جو قولاً تو منکر نہیں ہے لیکن عملاً اس کی تکذیب کرتا ہے۔ آپ اس کو مسلمان کہتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں دونوں ہی ختم نبوت کا انکار کررہے ہیں۔ زبانی اقرار کی وجہ سے فقہی طور پر ہم اس کو کافر نہ کہیں یہ اور بات ہے لیکن آیا میزان عمل میں بھی کوئی قدر و قیمت وزن رکھے گا یا نہیں؟ قابل غور ہے۔

پھر ذرا سوچیئے تو سہی کہ آج دنیا بھر کے مسلمانوں میں کتنے فی صدی ایسے ہیں کہ ختم نبوت کے عملاً معتقد ہیں، جاہلوں اور امیوں ہی میں نہیں عالموں اور صوفیوں میں بھی تا دیانیوں کو کافر کہنے والوں اور ظفر اللہ خاں کو وزارت سے برطرف کرنے والوں کو بھی ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ نہیں خدانخواستہ ؎

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

والا معاملہ تو نہیں ہے؟ کیا ہم نے اپنی سیاست و معیشت اخلاق و معاشرت۔ حکومت و عدالت سے اس عقیدہ کو عملاً خیرباد نہیں کہہ دیا ہے؟ کیا ہمارے مدرسے خانقاہ بھی اب اس کی روح سے خالی نہیں ہوگئے ہیں؟ پھر ایک فریق ایک جرم کی وجہ سے کافر اور گردن زدنی اور دوسرا قریباً اسی جرم کا مجرم لیکن ؎

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے　　(والانصاف)

(صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۵۲ء)

حقیقی دسہرہ کی خوشی میں شمولیت کی دعوت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان

دسہرہ کی آمد آمد ہے ہمارے ہندو دوست اسکے لئے اپنی طرف سے پوری تیاریاں کررہے ہیں اور اسکی خوشی میں پھولے نہیں سماتے دسہرہ حضرت رامچندر جی کی زندگی کے ایک نہایت ہی اہم واقعہ کی یاد تازہ کرتا ہے اور وہ یہ کہ جب آپ بن باس میں تھے تو لنکا کا راجہ راون کسی وجہ سے سیتا جی کو اُٹھا کر لے گیا انہیں واپس حاصل کرنے کیلئے آپ نے اسکے ساتھ بڑا بھاری یدھ کیا جسمیں اللہ تعالیٰ نے آپکو فتح عظیم عطا کی راون مارا گیا اور سیتا جی آپکو واپس مل گئیں۔ چونکہ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے جو اپنے پیاروں کا حامی ہے ظالم راون کو کیفر کردار تک پہنچایا اور آپکو اپنے مقصد میں کامیاب و کامران کیا اسلئے اس واقعہ کی یاد کو تازہ کرنیکے لئے ہمارے ہندو احباب اس کا جشن مناتے ہیں اس واقعہ سے جہاں اور بعض قیمتی سبق ہمیں ملتے اور حضرت رامچندر جی کی زندگی کے بعض اعلیٰ اخلاق کا علم ہوتا ہے وہاں اس سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کا حامی اور ظالم کا دشمن ہے وہ ظالم دشمنوں کے مقابلہ میں اپنے کمزور اور پاک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اور انہیں ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر جب کہ آپ مظلوم تھے آپ کی مدد کی اور ظالم کو واصل جہنم کیا۔ اسی بات کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہر سال دسہرہ کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ اور اس طرح آئندہ آنے والی ہر نسل کو یہ سبق یاد دلایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس واقعہ پہ صدیاں گذر چکی ہیں مگر خوشی کی بات ہے کہ ہنود نے دسہرہ کی رسم کے ذریعہ سے اس واقعہ کو بھلایا نہیں۔ لیکن اس سے جو سبق حاصل ہوتا ہے اُسے انہوں نے یقیناً بھلا دیا ہے۔ ان کی توجہ اس سبق کی طرف بہت کم ہے۔ یہ واقعہ بتاتا ہے۔ کہ اپنا حق لینے اور ظلم کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے رشیوں منیوں، اوتاروں اور نبیوں کو بعض اوقات جائز طور پر جنگیں بھی کرنی پڑی ہیں۔ اور یہ کوئی قابل اعتراض چیز نہیں۔ اگر مظلوم ہونے کی حالت میں بھی اس کی اجازت نہ ہو تو انسانی حقوق کی پامالی کا کوئی آخری علاج باقی نہیں رہتا بلکہ اس حالت میں ظلم اور بھی ترقی کرجاتا ہے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے کمزور ماننے والوں پر بڑی مکہ میں تیرہ سال تک متواتر طرح طرح کے شدید ظلم ہوئے کہ وہ مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیئے گئے۔ اور پھر مدینہ جانے کے بعد بھی ان کو چین نہ لینے دیا گیا بلکہ ان پر فوج کشی کی گئی۔ اور ان پر یورشیں کی گئیں۔ دشمن اپنی اکثریت کے بل بوتے پر انکو تہس نہس کرنیکی انتہائی کوشش کرتا رہا۔ اس ظلم کو دور کرنے اور اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلم کے انتہاء کو پہنچنے پر آپکو بھی جنگ کی اجازت ہوئی اور باوجود اسکے کہ آپ ہمیشہ کمزور اور اقلیت میں اور دشمن طاقتور اور اکثریت میں اور پورے ساز و سامان سے مسلح ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپکو اسی طرح کامیاب کرتا (باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۳ دوم پر)

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۴۰۴ ۱۳ - زہرہ بیگم زوجہ نصراللہ خان قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۳۵ء ساکن تونیکی ڈاکخانہ کاموکی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۷/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ یکصد روپیہ بذمہ خاوند اور ایک مشین لیف سیکنڈ ہینڈ جس کی قیمت یکصد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر میں اور کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامتہ زہرہ بیگم موصیہ زوجہ نصراللہ خان بمقام تونیکی ڈاکخانہ کاموکی ضلع گوجرانوالہ

گواہ شد حمید اللہ خان کاموکی ضلع گوجرانوالہ۔　　گواہ شد نصراللہ خان خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۴۱۲ ۱۳ - رحیم بی بی زوجہ چوہدری چراغ الدین قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت دسمبر ۱۹۴۴ء ساکن بعدڑال ڈاکخانہ جیٹوں موم ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد تخمیناً ۲۰۰ روپیہ جو میرے پاس بصورت زیور موجود ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی ہبہ یا جائیداد میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔　الامتہ رحیم بی بی موصیہ بمقام بعدڑال ڈاکخانہ جیٹوں موم ضلع سیالکوٹ

گواہ شد چراغ الدین خاوند موصیہ　　گواہ شد علی محمد انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۴۲۱ ۱۳ - عزیز احمد ولد محمد عبداللہ قوم راجپوت پیشہ موچی عمر ۱۵ سال پیدائشی احمدی ساکن دانہ زید کا ڈاکخانہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مئی ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت کوئی منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ صرف ۳/۷/۴ ماہوار الاؤنس کی آمد ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور یہ وصیت اس جائیداد پر بھی حاوی ہوگی جو میں پیدا کروں گا۔ آمدنی میں کمی بیشی کی اطلاع وقتاً فوقتاً دیتا رہوں گا۔

العبد - عزیز احمد کارکن وکالت تبشیر ربوہ۔　گواہ شد ملک نذیر احمد ریاض واقف زندگی

گواہ شد نور احمد واقف زندگی ربوہ۔

وصیت نمبر ۱۴۲۴ ۱۳ - نیک محمد ولد عبداللہ قوم گوجر پیشہ دوکان عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۵۲ء ساکن کھریاں ڈاکخانہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری سابقہ جائیداد مشرقی پنجاب رہ گئی ہے۔ اب موضع کھریاں میں ۱۴ کنال زمین پختہ الاٹ ہوئی ہے۔ اور اس کو مزارعان سے کاشت کراتا ہوں۔ ششماہی ۹ من پختہ اناج آتا ہے۔ اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرا گذارہ صرف اس پر نہیں بلکہ معمولی دوکان کرتا ہوں جس کا اندازہ ۵ روپے ماہوار نفع آتا ہے اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ ماہ بماہ ششماہی ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا مرنے پر جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد نیک محمد ساکن کھریاں ڈاکخانہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ۔　گواہ شد علی محمد انسپکٹر وصایا

گواہ شد چوہدری محمد حسین نمبردار کھریاں۔

وصیت نمبر ۱۴۲۱۲ - محمد ابراہیم ولد میاں جان محمد قوم ڈار پیشہ زراعت عمر ۵۴ سال بیعت ۱۹۴۸ء ساکن ننگل شاہو ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۹/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد فی الحال کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ صرف سالانہ آمدنی پر گذارہ ہے۔ جو مبلغ ۲۵۶ روپے ہے۔ غیر معین آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ حال ربوہ ضلع جھنگ مرکز پاکستان کرتا ہوں۔ اور میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو گی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک [illegible] ہوگی۔　العبد محمد ابراہیم موصی ساکن ننگل شاہو ڈاکخانہ بدوملہی [illegible]

گواہ شد حاجی اللہ بخش سیکرٹری جماعت احمدیہ چندہ [illegible]　گواہ شد [illegible]

دسہرہ کی خوشی میں دعوت (بقیہ صفحہ ۱۰)

۱۴۔ جس طرح راجچندر جی کو کہا تھا لیکن ہمارے ہندو دوستوں نے اس چیز کو عیسائیوں کی اقتداء میں قابل اعتراض ٹھہرا دیا اور راجچندر جی کے واقعہ سے جو انہیں پہلے سبق حاصل تھا اسے بھلا دیا۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ جو بات اپنے گھر میں موجود ہے دوسرے کے گھر میں دیکھ کر اسے اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور اشاعت اسلام کی شاعت کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ حقیقتہ الامر کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ پھر بھی اس بات کا جواب دینے کیلئے کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا اور کہ اسلامی جنگیں محض مدافعت اور ظلم کو دور کرنے کیلئے تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک اوتار بھیجا ہے یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راجچندر اور کرشن کے روپ میں دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کیا۔ دنیا نے آپ کو ماننے کی بجائے آپکا مقابلہ شروع کر دیا۔ جس پر آپ میں اور اہل دنیا میں ایک روحانی مذہبی جنگ جاری ہو گئی اب ساری دنیا کے لوگ ایک طرف اور آپ دوسری طرف ہیں۔ آپ نے اس جنگ روحانی کے متعلق یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اس میں آپ کو کامیاب کرے گا اور دشمنوں کو ناکام و نامراد۔ اس جنگ میں پچاس سال سے اب تک آپ ہی کو کامیابی ہو رہی ہے اور آئندہ بھی آپ ہی کے حصہ میں آئے گی۔ جس طرح راجچندر جی کی پشت پر خدا تھا اور اس کے فرشتوں کی فوجیں ان کے ساتھ تھیں۔ اسی طرح اس زمانہ کے **اوتار** کے ساتھ بھی خدا ہے اور اس کے فرشتوں کی فوجیں اسکے ساتھ ہیں جو لوگوں کے دلوں میں تحریکیں کر کے آپ کی مدد کر رہی ہیں پس دسہرہ منانے والی ہمسایہ قوم کو چاہیئے کہ اس زمانہ کے **اوتار** کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں تا اُن کا دسہرہ حقیقی دسہرہ ہو۔ اور تا خدا کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ خدا تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

مخالفت کا طوفان (بقیہ صفحہ ۵)

کی عزت اور آپ کے بلال کے لئے کہتے ہیں۔ [illegible] ایسی بات اپنی زبان سے نہیں نکالتے جو آپ کی شان کو کم کرنیوالی اور آپ کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو۔ پس فرماتا ہے وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کے جذبات کو یا اُن کے دلوں کو یا اُن کے گھروں کو جلاتے ہیں اور پھر اپنے اس فعل سے توبہ نہیں کرتے ہم اُن کو عذاب میں مبتلا کرینگے ہاں اگر کوئی شخص توبہ کرے تو پھر خواہ کتنا بڑا گناہ کر چکا ہو اُسکی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما دیتا ہے۔

پس فرمایا گو انہوں نے بڑا گناہ کیا ہے لیکن اگر پھر بھی وہ توبہ کرلیں تو خواہ کوئی گناہ ان سے سرزد ہو چکا ہو اُسے ہم معاف کردینگے۔ لیکن اگر وہ توبہ نہیں کرینگے۔ تو یاد رکھیں کہ فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق جس طرح انہوں نے مومنوں کے دلوں کو بھی جلایا تھا اور اُن کے جسموں کو بھی جلایا تھا اس طرح اُن کو بھی دو قسم کا عذاب دیا جائیگا۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی عذاب جہنم ظاہری۔

۵ اکتوبر ۔ یوم تحریک جدید

جماعت کے دوستوں نے امسال تحریک جدید کے وعدے ادا کرنے میں قابل قدر اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے ۔ چنانچہ دوستوں کی جلد ادائیگی کے نتیجہ میں اس وقت دفتر اول و دفتر دوم کے وعدوں کی وصولی گذشتہ سال کے بالمقابل بڑھ کر ہے ۔ لیکن اب بھی وعدوں کی ایک بڑی رقم قابل وصول ہے ۔ اور سالِ نو کی تحریک میں صرف دو ماہ کا عرصہ باقی ہے ۔ دوستوں کو فرداً فرداً یاددہانی بھجوائی جا چکی ہے جس میں وعدہ جات کی جلد سو فی صدی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ۵ اکتوبر بروز اتوار یوم تحریک جدید مقرر کیا گیا ہے ۔

جملہ عہدیداران جماعت خصوصاً سیکرٹریان تحریک جدید و سیکرٹریان مال کی خدمت میں درخواست ہے ۔ کہ اس دن مقامی حالات کے مدنظر پروگرام طے کر کے بقایا وعدوں کی وصولی کے لئے اس رنگ میں کوشش فرمادیں کہ ان کی جماعت میں کوئی وعدہ قابل ادا باقی نہ رہے ۔

ذیل میں سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان ہدایات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے ۔ جو حضور نے گذشتہ سال یوم تحریک جدید کے بارہ میں فرمائیں ۔ احباب پروگرام طے کرتے وقت انہیں ملحوظ رکھیں ۔ اور ان پر عمل فرمائیں :۔

(۱) "یہ جلسے اس لئے کئے جاتے ہیں کہ جن لوگوں نے سستی اور غفلت کی وجہ سے وعدے ادا نہ کئے ہوں ۔ انہیں کہا جائے کہ اگر تم اب وعدہ ادا نہیں کرو گے ۔ تو کب کرو گے ۔ اگر تم نے ابھی تک وعدہ نہیں کیا ۔ یا اس کی ادائیگی میں سستی کی ہے ۔ تو اس سے جماعت کو کیا ؟ خواہ تم فاقہ کرو ۔ تکلیف برداشت کرو ۔ اس وعدہ کو ادا کرو ۔"

(۲) "چاہیئے کہ جماعت کے دوستوں کو بلا کر ان سے پوچھا جائے ۔ کہ وعدہ کب ادا کریں گے ؟ دس دن کے بعد یا پندرہ دن کے بعد ادا کریں گے ۔ اگر وہ کہیں کہ ہمیں تکلیف ہے تو انہیں کہا جائے کہ تم نے یہ تکلیف خود اپنے لئے پیدا کی ہے ۔ اگر پہلے سے اس طرف توجہ کرتے تو یہ مشکل پیدا نہ ہوتی ۔"

(۳) "چاہیئے کہ گروپ بنائے جائیں ۔ اور خدام کو اس کام پر لگا کر لسٹیں بنائی جائیں ۔ اور کہا جائے ۔ کہ تمہارا اس سال کا اتنا وعدہ ہے ۔ نو ماہ تم نے سستی سے کام لیا ہے ۔ اب اسے ادا کرو ۔ ورنہ وقت ہاتھ سے نکل جائے گا ۔"

نوٹ :۔ چاہیئے کہ جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے پریذیڈنٹ و امراء ، سیکرٹریان مال و سیکرٹریان تحریک جدید اپنی اپنی جماعت میں اس تاریخ کو جلسہ منعقد کر کے تحریک جدید کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے بقایا وعدہ جات کی وصولی کر کے دفتر ہذا کو اپنی کارگزاری کی رپورٹ سے مطلع فرمادیں ۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد قریب آگئی

قابل توجہ عہدیداران و مخلصین جماعت

تحریک جدید کے سال رواں میں دسواں مہینہ جا رہا ہے اور یہ اس سال کے وعدوں کے پورا کرنے کا آخری وقت ہے ۔ چاہیئے کہ میعاد کا آخری وقت ۳۰ نومبر آنے سے پیشتر تحریک جدید کے تمام احباب کے وعدے سو فیصدی پورے ہو چکے ہوں ۔ جیسا کہ گذشتہ سال خصوصاً پہلے تیرہ سالوں میں ہوتا رہا ہے ۔

اب تو سلسلہ کے لئے بہت زیادہ قربانی کا وقت آ گیا ۔ مخلصین کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی گذشتہ سال جبکہ نو ماہ سال میں سے گذر چکے تھے ۔ اور تحریک جدید کی وصولی بہت کم تھی ۔ اور تحریک جدید کی مالی حالت خطرناک صورت اختیار کر رہی تھی ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مخلصین کو پکارا اور وہ لبیک لبیک یا امیر المؤمنین کہتے ہوئے حاضر ہوئے ۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وعدے پورے ہوئے ۔

پس وہ احباب جن کے ذمہ تحریک جدید کا چندہ ہے ۔ اور وعدہ پورا نہیں ہوا انہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں توجہ دلانا مناسب ہے تا وہ جلد سے جلد اپنا عہد پورا کریں ۔ وکیل المال تحریک جدید ہر ایک جدید چندہ ہے ۔ اور وعدہ کرنے والے کو اس کے وعدے اور وصولی کی اطلاع کر چکا ہے ۔ تا وہ زیادہ توجہ سے اس ماہ میں اپنے وعدے پورے کریں ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

"آخر جو احمدی کہلاتا ہے ۔ وہ ایک مکان کی اینٹ بن چکا ہے ۔ وہ زنجیر کا ایک حصہ بن چکا ہے ۔ اس نے بیعت کرتے ہوئے وعدہ کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا ۔ میں دین کے لئے جان و مال اور عزت سب کچھ قربان کر دوں گا ۔ اس کا چندہ نہ ادا کرنا محض سستی ہے اور کچھ نہیں ۔"

"یہ دین کا کام ہے ۔ جو سب کاموں پر مقدم ہے ۔ اگر آپ لوگوں کو اب ادائیگی میں تکلیف کرنی پڑتی ہے ۔ تو وہ تکلیف نہیں برداشت کرنی پڑے گی ۔"

"اے خدا تو ہماری جماعت کے قلوب میں آپ قربانی کی تحریک پیدا کر ۔ اے خدا تو اپنے فرشتوں کو نازل فرما جو لوگوں کے دلوں کو زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے پر آمادہ کریں ۔ اے خدا اس آمادگی کے بعد پھر تو اپنے فرشتوں کو اس بات پر مامور فرما ۔ کہ جو لوگ وعدہ کریں وہ اپنے وعدوں کو جلد سے جلد پورا کریں ۔"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اعلان نکاح

مورخہ ۹/۵۲ ۱۹ کو مسجد مبارک ربوہ میں مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے امۃ الحفیظ بیگم بنت خواجہ عبدالواحد صاحب کا نکاح بعوض ایک ہزار روپیہ مہر پر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان ولد ملک عبدالکریم صاحب آف ترگڑی سے پڑھا ۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکات بنائے ۔

قائد و سیکرٹریان تجنید مجالس خدام الاحمدیہ توجہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرکزی مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنا کام باقاعدگی کے ساتھ شروع کر دیا ہے ۔ مرکزی عہدیداران کے انتخابات ہو چکے ہیں ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہندوستان کی جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کی ایک جنرل فہرست مجلس وار مرکز میں موجود ہو ۔ جس سے معلوم ہوتا رہے ۔ کہ فلاں فلاں اطفال سے خدام کی عمر کو پہنچے ہیں ۔ اور فلاں فلاں خدام انصار کی عمر کو پہنچے ہیں ۔ سو قائدین اور سیکرٹریان تجنید کی خدمت میں گذارش ہے کہ ۔ جلد از جلد اپنی مجلس کے تمام خدام کی ایک فہرست بقید نام ۔ ولدیت قومیت ۔ سکونت ۔ عمر تیار کر کے فوری طور پر مرکز میں بھجوا دیں ۔ اور آئندہ اپنی رپورٹوں میں بھی باقاعدہ کمی بیشی کی اطلاع دیتے رہیں ۔

مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان